بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ　　وَعَلٰى عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly
BADAR Qadian

ایڈیٹر: منصور احمد

جلد:75 / شمارہ 27 / 02 جولائی 2026ء / 16 محرم 1448 ہجری قمری / 02 وفا 1405 ہجری شمسی (www.akhbarbadr.in)

ارشاد باری تعالیٰ

میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّہُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ ○ (سورۃ البقرۃ:187)

اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبّیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جس وقت بندہ مجھے یاد کرتا ہے، میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: " أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأَنَا مَعَهُ حِينَ يَذْكُرُنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ، وَإِنِ اقْتَرَبَ إِلَيَّ شِبْرًا اقْتَرَبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا، وَإِنِ اقْتَرَبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا اقْتَرَبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا، وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً (ترمذی ابواب الدعوات باب فی حسن الظن باللہ عزّ وجلّ، حدیث نمبر: 3603)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں بندے کے گمان کے مطابق سلوک کرتا ہوں۔ جس وقت بندہ مجھے یاد کرتا ہے، میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرے گا تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کروں گا۔ اور اگر وہ میرا ذکر محفل میں کرے گا تو میں اس بندے کا ذکر اس سے بہتر محفل میں کروں گا۔ اگر وہ میری جانب ایک بالشت آئے گا تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ جاؤں گا۔ اگر میری طرف وہ ایک ہاتھ آئے گا تو میں اس کی طرف دو ہاتھ جاؤں گا۔ اگر وہ میری طرف چل کر آئے گا تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاؤں گا۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّہٖ وَھُوَ سَاجِدٌ فَاَکْثِرُوا الدُّعَآءَ (مسلم کتاب الصلوٰۃ بحوالہ حدیقۃ الصالحین، حدیث نمبر 85)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انسان اپنے ربّ سے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدے میں ہو اس لیے سجدہ میں بہت دعا کیا کرو۔

تبرکات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بچے کو جو مناسبت ماں سے ہے اس تعلق اور رشتے کو انسان اپنے ذہن میں رکھ کر دعا کی فلاسفی پر غور کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام دعا کی فلاسفی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’ایک بچہ جب بھوک سے بیتاب ہو کر دودھ کے لئے چلّاتا اور چیختا ہے تو ماں کے پستان میں دودھ جوش مار کر آ جاتا ہے۔ بچہ دعا کا نام بھی نہیں جانتا لیکن اُس کی چیخیں دودھ کو کیونکر کھینچ لاتی ہیں؟ بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ مائیں دودھ کو محسوس بھی نہیں کرتیں مگر بچہ کی چلّاہٹ ہے کہ دودھ کو کھینچے لاتی ہے۔ تو کیا ہماری چیخیں جب اللہ تعالیٰ کے حضور ہوں تو وہ کچھ بھی نہیں کھینچ کر لا سکتیں؟ آتا ہے اور سب کچھ آتا ہے۔ مگر آنکھوں کے اندھے جو فاضل اور فلاسفر بنے بیٹھے ہیں وہ دیکھ نہیں سکتے۔ بچے کو جو مناسبت ماں سے ہے اس تعلق اور رشتے کو انسان اپنے ذہن میں رکھ کر اگر دعا کی فلاسفی پر غور کرے تو وہ بہت آسان اور سہل معلوم ہوتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 129۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

’’قانون قدرت میں قبولیت دعا کی نظیریں موجود ہیں۔ جیسا کہ شروع میں بچے کے چلّانے کی وجہ سے ماں کے دودھ کے اترنے کی مثال کا ذکر ہو چکا ہے۔ یہ قانون قدرت ہی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اسی قانون کے تحت ’’ہر زمانہ میں خدا تعالیٰ زندہ نمونے بھیجتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 199۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

تبرکات حضرت مصلح موعودؓ

وہ بندے جو مجھے ملنے کے اضطراب میں اور سب کچھ بھول جاتے ہیں اور مجھ سے صرف میرا قرب اور وصال چاہتے ہیں میں ان کی دُعا کو سنتا ہوں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ آیت وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں:

بعض لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم نے تو بڑے اضطراب سے دعائیں کی تھیں مگر وہ قبول نہیں ہوئیں پھر یہ آیت کس طرح درست ثابت ہوئی؟ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ بے شک ’’اَلدَّاعِ‘‘ کے ایک معنے ہر پکارنے والے کے بھی ہیں مگر اس کے ایک معنے ایسے پکارنے والے کے بھی ہیں جس کا اوپر ذکر ہو رہا ہے۔ اور مراد یہ ہے کہ وہ بندے جو مجھے ملنے کے اضطراب میں اور سب کچھ بھول جاتے ہیں اور مجھ سے صرف میرا قرب اور وصال چاہتے ہیں میں ان کی دُعا کو سنتا اور انہیں اپنے قرب میں جگہ دیتا ہوں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہاں وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فرمایا ہے۔ یعنی وہ میرے بارے میں سوال کرتے ہیں اس میں روٹی کا کہیں ذکر نہیں۔ نوکری کا کہیں ذکر نہیں بلکہ صرف ’’عَنِّیۡ‘‘ فرمایا ہے عَنِ الْخُبْزِ یا عَنِ الْوَظِیْفَةِ نہیں فرمایا۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ کا قرب مانگے اور وہ اسے نہ ملے اسے تو بے شک اعتراض ہو سکتا ہے لیکن دوسروں کے لئے اس میں کوئی اعتراض کی گنجائش نہیں۔

پھر اس آیت کی عبارت ایسی ہے کہ اس سے اضطراب اور گھبراہٹ کی طرف خاص طور پر اشارہ پایا جاتا ہے بعض مضامین الفاظ سے ظاہر نہیں ہوتے لیکن وہ عبارت میں پنہاں ہوتے ہیں اور یہی حالت یہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرے بندے میری طرف دوڑتے ہیں۔ ان کے اندر ایک اضطراب اور عشق پیدا ہوتا ہے اور وہ چلّاتے ہیں کہ ہمارا خدا کہاں ہے؟ تو تُو ان سے کہہ دے کہ میں تمہاری طرح کے پکارنے والے کی پکار کو کبھی ردّ نہیں کرتا بلکہ اُسے ضرور سنتا اور قبول کرتا ہوں۔ (تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 200 مطبوعہ یو کے)

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 26 جون 2026 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔ احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

خطاب حضور انور

’’اگر تم نے حقیقی سپاس گزاری یعنی طہارت اور تقویٰ کی راہیں اختیار کر لیں میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تم سرحد پر کھڑے ہو۔ کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا۔‘‘ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

افسوس اس بات کا ہے کہ خدا تعالیٰ کو ماننے کا دعویٰ کرنے والے بھی دنیا کے دھندوں اور ذاتی خواہشات اور ترجیحات اور اناؤں میں ڈوب کر اپنے عمل سے خدا تعالیٰ کا انکار کر رہے ہیں

افسوس ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت بھی اس بات کو بُھلا بیٹھی ہے کہ حقوق اللہ کیا ہیں اور حقوق العباد کیا ہیں

دنیا کے موجودہ حالات میں ہم احمدیوں کی ذمہ داری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ آپ کو مانا ہے تو آپ کی باتوں کو سنیں، ان پر غور کریں اور ان پر عمل کر کے اپنی دنیا و عاقبت سنواریں۔ اپنی نسلوں کی بھی حفاظت کریں اور دنیا کو بھی صراط مستقیم پر لانے کے لیے حتی المقدور کوشش کریں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ اگر ہم نے بھی اس طرف توجہ نہ دی تو پھر ہم بھی انہی لوگوں کی صف میں کھڑے ہو جائیں گے جو نام کے مسلمان ہیں

آپ آج جلسے پر آئے ہیں تو اس مقصد کے لیے آئے ہیں کہ اپنی روحانی، اخلاقی، علمی اصلاح کر سکیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر چل کر حقیقی احمدی مسلمان بن سکیں اور تب ہی ہم احمدیت کے پیغام کو، حقیقی اسلام کے پیغام کو دنیا میں پھیلا سکیں گے۔ تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنی عبادتوں کی حفاظت کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنے اندر عاجزی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ ہر قسم کے تکبّر سے بچنے کی ضرورت ہے۔ ہر قسم کی ریا سے پرہیز کرنے کی ضرورت ہے۔ سچائی پر قائم رہنے کی ضرورت ہے۔ صبر کا نمونہ ہر حالت میں دکھانے کی ضرورت ہے۔ دین کے معاملے میں استقامت اور ثابت قدمی دکھانے کی ضرورت ہے۔ ایمان بالغیب پر یقین رکھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں کرنے کی ضرورت ہے جس میں مالی اور جانی ہر قسم کی قربانی ہے اور اس پر چلتے ہوئے جب ہم تقویٰ کے حصول کی کوشش کریں گے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے بھی وارث بنیں گے

ہمیں اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہم نے اگر اپنی مراد کو پہنچنا ہے، فلاح پانی ہے، کامیابیاں حاصل کرنی ہیں تو ہمیں مومن بننا پڑے گا اور مومن بننے کے لیے تقویٰ ضروری ہے

اگر ہم کامیابی چاہتے ہیں تو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصائح پر عمل کرنا ہوگا۔ ہمیں قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنا ہوگا۔ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر چلنے کی کوشش کرنی ہوگی اور آپؐ کی حقیقی تعلیم پر عمل کرنے کی کوشش کرنی ہوگی

ہم بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی ہے اور ہم نے ان کو مانا ہے لیکن ہمارے دعوے اُس وقت سچے ثابت ہوں گے جب ہم حقیقت میں عملاً اپنی حالتوں کو بھی اس مقام پر لے جانے والے بنیں گے یا اس کی کوشش کرنے والے بنیں گے جس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم کو لے جانا چاہتے ہیں اور جو حقیقی اسلامی تعلیم کے حاصل کرنے سے مل سکتا ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بابرکت ارشادات کی روشنی میں حصولِ تقویٰ کی اہمیت پر پُر معارف خطاب

امیر المومنین سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ 2025ء سے معرکہ آرا افتتاحی خطاب
(فرمودہ 25/جولائی 2025ء بروز جمعۃ المبارک بمقام حدیقۃ المہدی (جلسہ گاہ) آلٹن ہمپشئر۔ یوکے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

آجکل دنیا کے جو حالات ہیں اس نے ہر ایک کو فکر میں ڈالا ہوا ہے لیکن فکر کا اظہار تو بیشک سب کرتے ہیں مگر اس کے حل کی طرف کسی کی بھی توجہ نہیں۔ دنیا کی اکثریت بھول گئی ہے کہ دنیا کا ایک مالک ہے۔ ربّ ہے جو ربّ العالمین ہے جس نے تمام عالم کو پیدا کیا ہے اور اس کی ضروریات کو اس میں پیدا کیا ہے۔ ان کو پالنے والا ہے۔ اس نے انسان کو بھی اس دنیا میں پیدا کیا اور اسے اعلیٰ قسم کی صفات اور خصوصیات سے بھی نوازا ہے۔ اسے سوچ عطا فرمائی ہے۔ اسے غلط اور صحیح اور اچھے اور بُرے اور گناہ اور نیکی کی پہچان کی صلاحیت عطا فرمائی ہے لیکن اس کے باوجود انسان ان باتوں سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہتا۔ نیکی کے بجائے برائی کی طرف زیادہ رجحان ہے۔ اپنے پیدا کرنے والے خدا کی طرف جھکنے کے بجائے شیطانی حربوں کی طرف جھکنے کا زیادہ رجحان ہے۔ ظاہری چمک کی طرف زیادہ جھکاؤ ہے اور دلی پاکیزگی کی طرف کم توجہ ہے۔ بلکہ اکثریت کی نہ ہونے کی حد تک یہ حالت ہے۔ یہ توجہ نہ ہونے کی حالت ہے۔ اس میں مختلف مذاہب کے لوگ بھی ملوث ہیں اور لا مذہب اور خدا کو نہ ماننے والے تو پھر سب سے بڑھ کر ہیں۔ یہ لوگ تو اپنی تمام تر ظاہری اور باطنی صلاحیتوں کے ساتھ شیطان کے مکمل مددگار بنے ہوئے ہیں بلکہ اس کا آلہ کار ہیں اور دوسروں کو بھی بھڑکانے اور راہ راست سے ہٹانے کے لیے بھرپور کوشش کرتے رہتے ہیں اور نہیں جانتے کہ آخر کار ان کا کیا انجام ہونا ہے۔ یہ دنیا تو عارضی ہے۔ مرنے کے بعد کی جو دنیا ہے اس میں جو خدا کو ناراض کرنے والے ہیں وہ اپنے عملوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی پکڑ کا سامنا بھی کریں گے لیکن

افسوس اس بات کا ہے کہ خدا تعالیٰ کو ماننے کا دعویٰ کرنے والے بھی دنیا کے دھندوں اور ذاتی خواہشات اور ترجیحات اور اناؤں میں ڈوب کر اپنے عمل سے خدا تعالیٰ کا انکار کر رہے ہیں۔

گو منہ سے تو یہی کہتے ہیں کہ ہم خدا کو مانتے ہیں لیکن عمل اس کے بالکل مخالف ہے۔

افسوس ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت بھی اس بات کو بھلا بیٹھی ہے کہ حقوق اللہ کیا ہیں اور حقوق العباد کیا ہیں۔

اسلامی ممالک کے سربراہ ہیں تو ان کی خواہشات صرف دنیا داری ہے۔ دولت سمیٹنے کی طرف توجہ ہے۔ دنیاوی جاہ و حشمت کے حصول کی طرف توجہ ہے اور اس کا نتیجہ وہ دیکھ رہے ہیں کہ دنیاوی جاہ و حشمت کے حصول کے لیے انہیں دنیاوی بادشاہوں اور حکومتوں کے سامنے جھکنا پڑ رہا ہے۔ اپنی طاقت قائم رکھنے کے لیے غیروں کی طاقت یا طاقتور ملکوں کی اور قوموں کی طاقت اور لیڈروں کی طاقت کا سہارا لینا پڑ رہا ہے۔ ان لوگوں نے مسلمان ہو کر پھر خدا تعالیٰ کو بھول کر اپنی عزت اور وقار اور طاقت سب گنوا دی۔ یہ بھول گئے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ان کی اصلاح کے لیے اپنے خاص تائید یافتہ اور علم سے پُر بندے بھیجتا رہے گا۔ وہ ان کی پیروی کریں گے تو دین و دنیا دونوں سنور جائیں گے اور آخری زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق ایک خاص فرستادے کو بھیجنے کا کہا تھا جو مسیح و مہدی کے نام سے آئے گا تا کہ اسلام کی عزت اور وقار کو

دوبارہ قائم کرے۔

یہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا۔ پس مسلمان اسے مان لیں لیکن بدقسمتی سے مسلمانوں کی اکثریت اس کے بالکل الٹ کر رہی ہے۔ بہرحال

ان حالات میں ہم احمدیوں کی ذمہ داری ہے کہ اس بات کو سمجھیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ آپ کو مانا ہے تو آپ کی باتوں کو سنیں، ان پر غور کریں اور ان پر عمل کر کے اپنی دنیا و عاقبت سنواریں۔ اپنی نسلوں کی بھی حفاظت کریں اور دنیا کو بھی صراط مستقیم پر لانے کے لیے حتی المقدور کوشش کریں

اور یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی باتوں کو غور سے سننے اور سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ اگر ہم نے بھی اس طرف توجہ نہ دی تو پھر ہم بھی انہی لوگوں کی صف میں کھڑے ہو جائیں گے جو نام کے مسلمان ہیں۔

ہر احمدی کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ آپ کی کیا خواہشات ہیں۔

پس یاد رکھیں کہ

آپ علیہ السلام تو ہمیں تقویٰ کے معیار قائم کرنے والا بنانا چاہتے ہیں

اور اس بارے میں آپ نے متعدد بار نصیحت بھی فرمائی۔ ہم میں اور غیر میں ایک واضح فرق پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے اپنے ارشادات میں اور اپنی کتب میں متعدّد جگہوں پہ تقویٰ کے حصول کی طرف توجہ دلائی ہے۔ آپ نے ایک مرتبہ شعر کہنے کے لیے یہ مصرع بنایا کہ

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے

تو اللہ تعالیٰ نے الہاماً دوسرا مصرع آپ کو عطا فرمایا کہ

اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

(ماخوذ از ملفوظات جلد دوم صفحہ 272۔ ایڈیشن 2022ء)

پس حقیقی احمدی بننے کے لیے ضروری ہے کہ ہم تقویٰ کی راہوں پر چلنے کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ کے صحیح عبد بننے کی کوشش کریں۔

آپ آج جلسے پر آئے ہیں تو اس مقصد کے لیے آئے ہیں کہ اپنی روحانی، اخلاقی، علمی اصلاح کر سکیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر چل کر حقیقی احمدی مسلمان بن سکیں۔ تب ہی ہم احمدیت کے پیغام کو اور حقیقی اسلام کے پیغام کو دنیا میں پھیلا سکیں گے۔

پس اس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ اس بات کو حاصل کرنے کے لیے بہت کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنی عبادتوں کی حفاظت کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنے اندر عاجزی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ ہر قسم کے تکبر سے بچنے کی ضرورت ہے۔ ہر قسم کی ریا سے پرہیز کرنے کی ضرورت ہے۔ سچائی پر قائم رہنے کی ضرورت ہے۔ صبر کا نمونہ ہر حالت میں دکھانے کی ضرورت ہے۔ دین کے معاملے میں استقامت اور ثابت قدمی دکھانے کی ضرورت ہے۔ ایمان بالغیب پر یقین رکھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں کرنے کی ضرورت ہے جس میں مالی اور جانی ہر قسم کی قربانی ہے اور اس پر چلتے ہوئے جب ہم تقویٰ کے حصول کی کوشش کریں گے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے بھی وارث بنیں گے۔

غرض کہ بہت سی باتیں ہیں جو تقویٰ کی طرف لے جاتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متعدد جگہ ان باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ تقویٰ کے بارے میں آپؑ نے ایک جگہ فرمایا: ’’اپنی جماعت کی خیر خواہی کے لیے زیادہ ضروری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ تقویٰ کی بابت نصیحت کی جاوے کیونکہ یہ بات عقلمند کے نزدیک ظاہر ہے کہ

بجز تقویٰ کے اَور کسی بات سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ (النحل:129)‘‘ یعنی یاد رکھو کہ اللہ یقیناً ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جنہوں نے تقویٰ کا طریق اختیار کیا اور جو نیکوکار ہوں۔ پس ہمیں اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگر ہم نے ترقی کرنی ہے۔ اگر ہم نے اپنی ذاتی بقا اور اپنی نسلوں کی بقا چاہنی ہے اور اس کی ہمیں خواہش ہے تو پھر ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کو سامنے رکھنا پڑے گا کہ تقویٰ کو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ ایک جگہ آپؑ نے فرمایا ’’ہماری جماعت کے لیے خاص کر تقویٰ کی ضرورت ہے۔ خصوصاً اس خیال سے بھی کہ وہ ایک ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کے سلسلہ بیعت میں ہیں جس کا دعویٰ ماموریت کا ہے تا وہ لوگ جو خواہ کسی قسم کے بغضوں، کینوں یا شرکوں میں مبتلا تھے یا کیسے ہی روبہ دنیا تھے ان تمام آفات سے نجات پاویں۔‘‘ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 9۔ ایڈیشن 2022ء)

پس آپؑ نے فرمایا کہ اگر میرے ساتھ عقدِ بیعت باندھا ہے تو پھر تقویٰ پر چلنا ضروری ہے۔ آپ نے ایک جگہ مثال دی کہ دیکھو اگر کوئی بیمار ہو اور جب تک اس بیماری کی دوائی نہ دی جائے اس کی بیماری بعض دفعہ بڑھتی جاتی ہے اور دکھ اٹھانا پڑتا ہے۔ پس اس بات کا خیال رکھو کہ علاج کرنا ضروری ہے اور روحانی علاج یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کی کوشش کی جائے اور فرمایا کہ دیکھو ایک شخص ہے جس کے منہ پر کوئی سیاہ داغ بن جائے تو اسے فکر پیدا ہوتی ہے کہ یہ جو داغ ہے یہ کہیں بڑھتا بڑھتا منہ کو کالا نہ کر دے اور اس کا علاج کرتے ہیں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 9۔ ایڈیشن 2022ء)

اسی طرح تمہیں دیکھنا چاہیے کہ تمہاری جو چھوٹی چھوٹی غلطیاں ہیں ان میں سستی کرتے رہو گے، ان کی اصلاح کرنے کی کوشش نہیں کرو گے تو وہ بڑے گناہوں میں تبدیل ہوتی چلی جائیں گی اور یہ ہمارا روزمرہ کا تجربہ ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ انسان پہلے چھوٹی برائیوں میں مبتلا ہوتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ بڑی برائیوں میں مبتلا ہوتا چلا جاتا ہے اور پھر اس کی نمازیں بھی ختم ہو جاتی ہیں۔ اس کا اللہ تعالیٰ سے تعلق بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے نیک اخلاق بھی ختم ہو جاتے ہیں۔ اس کی اچھی باتیں سب ختم ہو جاتی ہیں۔ نہ اس کو خدا تعالیٰ کی پرواہ ہوتی ہے، نہ اس کو اپنے قریبیوں کی اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی پرواہ ہوتی ہے اور صرف خود پسندی اور خود غرضی اس کی شامل حال ہو جاتی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ سے دور ہو کر وہ اپنے بدانجام کو ہی پہنچ جاتا ہے۔ پس بڑے خوف کا مقام ہے۔ چاہیے کہ ہم چھوٹی چھوٹی برائیوں کو بھی دور کرنے کی کوشش کریں اور تقویٰ پر چلنے کی کوشش کریں کیونکہ اس کے بغیر کوئی راستہ نہیں جو ہمیں بچا سکے۔ ہماری دنیا کو بھی سنوار سکے اور ہماری آخرت کو بھی سنوار سکے۔

ایک جگہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس قدر قویٰ عطا فرمائے ہیں وہ ضائع کرنے کے لیے نہیں دیے گئے۔ ان کی تعدیل اور جائز استعمال کرنا ان کی نشوونما ہے یعنی ان کو صحیح طریق پر استعمال کرو اور صحیح انصاف سے کام لو اور ان کے استعمال کا حق ادا کرو اور جب تم جائز استعمال کرو گے تو پھر اللہ تعالیٰ کا فضل بھی حاصل کرنے والے بن جاؤ گے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ (المؤمنون:2) کہ یقیناً وہ جو مومن ہیں فلاح پا گئے اور ایسے ہی متقی کی زندگی کا نقشہ کھینچ کر اللہ تعالیٰ نے آخر میں بطور نتیجہ یہ بھی فرمایا کہ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (البقرة:6) اور تقویٰ پر چلنے والے ہی فلاح پانے والے ہیں۔

پس ہمیں اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہم نے اگر اپنی مراد کو پہنچنا ہے، فلاح پانی ہے، کامیابیاں حاصل کرنی ہیں تو ہمیں مومن بننا پڑے گا اور مومن بننے کے لیے تقویٰ ضروری ہے۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ کے بارے میں مزید فرماتے ہیں اس کا مطلب یہی ہے کہ وہ لوگ جو تقویٰ پر چلتے ہیں ایسے ہیں جو فلاح پانے والے ہیں اور کامیاب ہونے والے ہیں۔ پس

اگر ہم کامیابی چاہتے ہیں تو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصائح پر عمل کرنا ہوگا۔ ہمیں قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنا ہوگا۔ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر چلنے کی کوشش کرنی ہوگی اور آپؐ کی حقیقی تعلیم پر عمل کرنے کی کوشش کرنی ہوگی

اور جب یہ ہوگا تو پھر ہم اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتے چلے جائیں گے۔

مومن کی ایک نشانی یہ ہے کہ اپنی نمازوں کو سنوار کر ادا کرے اور اس کے لیے کوشش کرے۔

ان کی نماز ڈگمگاتی ہے پھر اسے کھڑا کرتے ہیں۔ خدا کے دیے ہوئے سے دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ نمازوں کی طرف ان کی توجہ ہوتی ہے۔ عبادت کی طرف ان کی توجہ ہوتی ہے۔ یہی حقیقی مومن کی نشانی ہے۔ اگر کہیں کوئی سستی پیدا ہو جائے تو پھر اس نماز کو کھڑا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس میں بہتری پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے دیے ہوئے سے دیتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے صلاحیتیں دی ہیں ان میں سے دیتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے اس میں سے دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو بھی رزق دیا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کے لیے دیتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں باوجود خطراتِ نفس بلا سوچے گذشتہ اور موجودہ کتاب اللہ پر ایمان لاتے ہیں۔ یہ مومن کی نشانی ہے۔ تقویٰ پر چلنے والے کی نشانی ہے۔ یہ نہیں دیکھتے کہ میرے نفس کو کیا خطرہ ہے۔ نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے جو کہا ہے کہ کتابوں پر ایمان لاؤ تو اس پر ایمان لاتے ہیں اور پھر اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ جب وہ اس حد تک اپنے ایمان کو کامل کر لیتے ہیں تو پھر ایک یقین کی حد تک پہنچ جاتے ہیں اور پھر یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ ہدایت کے سر پر ہیں۔ جنہوں نے ہدایت حاصل کر لی۔ وہ ایک ایسی سڑک پر ہیں جو برابر آگے جا رہی ہے۔ جس سے آدمی فلاح تک پہنچتا ہے یعنی ایسے راستے پر چلے گئے جو ان کو فلاح کی طرف لے کر جا رہا ہے۔ وہ راستہ، وہ سڑک جو کامیابیوں کی طرف لے کر جا رہی ہے۔ پس یہی لوگ فلاح یاب ہیں جو منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے۔ ان کی دنیا بھی سنور جائے گی۔ ان کی آخرت بھی سنور جائے گی اور وہ راہ کے خطرات سے نجات پانے والے ہوں گے۔ شیطان ان پر حملہ نہیں کر سکے گا۔ آج کل تو شیطان ہر طرف سے، دائیں سے، بائیں سے، اوپر سے، نیچے سے، آگے سے، پیچھے سے حملے کر رہا ہے اور اس دنیا میں آج کل تو ایسی ایسی خطرناک ایجادیں ہو چکی ہیں کہ انسان پریشان ہو جاتا ہے کہ کس طرح ان سے چھٹکارا حاصل کرے۔ ہمیں اپنی نسلوں کی

فکر ہوتی ہے کہ کس طرح ہم ان کو بچائیں اور کس طرح ہم اپنے آپ کو ان شیطانی حملوں سے بچائیں۔ اس کا طریق یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ۔ اس کی عبادت کا حق ادا کرو اور اس کے حکموں پر چلنے کی کوشش کرو۔ تبھی ہمیں کامیابی ہوسکتی ہے اور یہ بجز تقویٰ کے نہیں ہوسکتا۔ آپ نے فرمایا کہ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں شروع میں ہی تقویٰ کی تعلیم دی ہے۔ ایک ایسی کتاب ہمیں عطا کی ہے جس میں تقویٰ کی تمام نصائح ہیں اور تمام احکامات ہیں یعنی قرآن کریم۔ پھر آپؑ نے فرمایا کہ

ہماری جماعت یہ غمِ کُل دنیاوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائے کہ ان میں تقویٰ ہے یا نہیں۔

پس یہ ہے لب لباب اس کا کہ آپ جماعت سے کیا چاہتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ ہماری جماعت کے افراد کو چاہیے کہ سب غموں سے بڑھ کر یہ غم اپنے اوپر لگالیں کہ ہمارے اندر تقویٰ ہے یا نہیں۔ یہ اصل چیز ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا کہ

اہلِ تقویٰ کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔

غربت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آدمی کے پاس دولت نہ ہو اور وہ غریب رہے تب وہ تقویٰ کی شرط پر چل سکتا ہے۔ نہیں۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ سب کچھ ہونے کے باوجود، ساری سہولیات ہونے کے باوجود، اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہونے کے باوجود ان کے مزاج میں غربت ہو، عاجزی ہو اور غریبوں اور مسکینوں کا خیال رکھنے والے بھی ہوں۔ اپنے اندر عاجزی پیدا کریں۔ آپؑ نے فرمایا کہ یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے اور اس کے ذریعے سے کیا حاصل ہوتا ہے؟ اس کے ذریعے سے ہمیں وہ طاقت حاصل ہوتی ہے جس سے ہم ناجائز غضب کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لیے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔ آپؑ نے فرمایا: عُجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے۔ تکبر، نخوت، بڑائی کا احساس۔ یہ سب غضب سے پیدا ہوتے ہیں اور ایسا ہی کبھی خود غضب عجب و پندار کا نتیجہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ غضب اس وقت ہوگا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دے گا۔ اپنی بڑائی کی طرف توجہ ہو جاتی ہے۔ اب جائزہ لیں۔ ہم میں سے کتنے ایسے ہیں جو اپنے نفس کو دوسروں پر ترجیح دینے کی بجائے دوسروں کا خیال رکھنے والے ہیں۔ فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظرِ استخفاف سے دیکھیں۔ خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے یا چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے جس کے اندر حقارت ہے۔ اگر یہ سمجھتے ہو کہ بڑے چھوٹے کا سوال پیدا کرو گے تو ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جائے۔ آپؑ نے فرمایا کہ یہ جو ایک دوسرے سے حقارت کرنا ہے یہ ایک بیج کی طرح ہے۔ جب بیج پھوٹتا ہے تو پہلے چھوٹا پودا بنتا ہے۔ نازک سا پودا ہوتا ہے۔ پھر بڑھتا بڑھتا ایک تناور درخت بن جاتا ہے۔ پس اس سے بچنے کی کوشش کرو کیونکہ حقارت کا بیج پھر غرور اور تکبر کے درختوں کو پروان چڑھاتا ہے اور تقویٰ سے دور لے کر جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دور لے کر جاتا ہے۔ اور آپؑ نے اس سے بچنے کے لیے خاص طور پر نصیحت فرمائی کیونکہ یہ پھر انسان کی ہلاکت کا باعث بن جاتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ دیکھو بعض آدمی بڑوں کو مل کر تو بڑے ادب سے پیش آتے ہیں۔ لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے۔ عاجزی سے سنے۔ اس کی دلجوئی کرے۔ اس کی بات کی عزت کرے۔ کوئی چڑ کی بات منہ پر نہ لاوے جس سے دکھ پہنچے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَ مَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (الحجرات: 12) تم ایک دوسرے کا چڑ کے نام نہ لو۔ یہ فعل فسّاق کا ہے۔ فجّار کا ہے۔ نافرمانوں کا ہے۔ فاجروں کا فعل ہے۔ جو شخص کسی کو چڑاتا ہے وہ نہ مرے گا جب تک وہ خود اسی کی طرح مبتلا نہ ہو۔ پس اگر توبہ نہ کی تو ظالم کہلاؤ گے۔ فرمایا کہ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو کیونکہ کوئی پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون قابل قبول ہے۔ جب اپنے آپ کو یہ کہتے ہو کہ ہم مسلمان ہیں۔ ایک چشمے سے پانی پینے کا دم بھرتے ہو تو پھر یہ دم بھرنے کا دعویٰ اسی وقت صحیح ہوسکتا ہے جب ایک دوسرے کا خیال رکھو گے کیونکہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کون بڑا ہے اور کون چھوٹا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو بڑا وہی ہے جو تقویٰ میں بڑا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۔(الحجرات: 14) کہ اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ اللہ یقیناً بہت علم رکھنے والا اور بہت خبر رکھنے والا ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 30-31-ایڈیشن 2022ء)

ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم تو بڑے متقی ہیں۔ ہم تو سب کا خیال رکھنے والے ہیں۔ ہم حقوق اللہ کی ادائیگی کرنے والے ہیں، ہم حقوق العباد کی ادائیگی کرنے والے ہیں۔ فرمایا نہیں۔ اللہ خبر رکھتا ہے۔ علیم و خبیر تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ وہ جانتا ہے۔ اس کو علم ہے کہ تمہارے اندر کیا ہے۔ وہ ہمارے دلوں کی پاتال تک سے واقف ہے۔ پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہم نے تقویٰ پر کس طرح قدم مارنا ہے اور اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے اور یہ احساس دل میں رکھتے ہوئے کہ وہ ہمیں ہر وقت دیکھ رہا ہے اپنے عملوں کو درست کرنے کی کوشش کرنی ہے۔

ایک جگہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر تم اپنے اندر عقل پیدا کرنا چاہتے ہو، ذہانت پیدا کرنا چاہتے ہو تو پھر تقویٰ سے کام لو۔ یہاں روحانی عقل اور ذہانت کی بات ہو رہی ہے جو اس دنیا میں فائدہ دیتی ہے اور اگلے جہان میں بھی فائدہ دیتی ہے۔ دنیاوی نام نہاد عقل کی بات نہیں ہو رہی۔ جو یہ کہتے ہیں کہ دنیاوی سائنسدان تو بڑے سائنسدان ہوتے ہیں یا فلسفہ بیان کرنے والے ہیں یا بہت عقل کی باتیں کرنے والے ہیں کیونکہ یہ صرف دنیاوی عقل رکھنے والے ہیں۔ ان کو صرف دنیاوی معاملات میں ترقی مل رہی ہے۔ ان کا دین کا خانہ خالی ہے اور پھر مرنے کے بعد جب وہ خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے تو ان سے کیا سلوک ہو یہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں خدا کے واسطے عقل سے کام لو اور اس کے لیے عقل میں جوَدت اور ذہانت پیدا ہو۔ راستباز اور متقی بنو تو پھر دنیاوی عقل بھی پیدا ہوگی۔ دینی عقل بھی پیدا ہوگی۔ روحانی عقل بھی پیدا ہوگی۔ پاک عقل آسمان سے آتی ہے اور اپنے ہمراہ ایک نور لاتی ہے۔ وہ جوہر قابل کی تلاش میں رہتی ہے۔ اس پاک سلسلہ کا قانون وہی قانون ہے جو ہم جسمانی قانون میں دیکھتے ہیں۔ بارش آسمان سے پڑتی ہے لیکن کوئی جگہ اس بارش سے گلزار ہوتی ہے اور کہیں کانٹے اور جھاڑیاں ہی اگتے ہیں اور کہیں وہی قطرہ بارش سمندر کی تہ میں جا کر ایک گوہر شاہوار بنتا ہے۔ پس اصل چیز یہ ہے کہ انسان کو عقل حاصل کرنی چاہیے اور اس کے لیے پھر اللہ تعالیٰ کے جو عقل دینے والے فرستادے ہیں اور نیک لوگ ہیں ان کی ماننی پڑے گی۔ اللہ تعالیٰ کی تعلیم ہے اس پر عمل کرنا پڑے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمائے ہیں ان پر عمل کرنا پڑے گا۔ آپ پر جو کامل شریعت اتری ہے، قرآن کریم کی تعلیم اتری ہے اس کو دیکھنا پڑے گا۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں اسلام کی تعلیم کے بارے میں جو وضاحت سے کھول کر بیان فرمایا ہے اس کو دیکھنا پڑے گا۔ تبھی ہم تقویٰ پر چل سکیں گے اور تقویٰ پر چلتے ہوئے ہماری عقل میں بھی اور ذہانت میں بھی ترقی ہوگی۔ نہیں تو یہ ایسی مثال ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بارش تو برس رہی ہے لیکن ہمارا دل بنجر زمین کی طرح ہے۔ اس میں یا تو کچھ نہیں اُگے گا یا کانٹے دار جھاڑیاں اُگیں گی یا پانی ضائع ہو جائے گا۔ لیکن اگر ہمارا دل تقویٰ سے پُر ہے تو پھر ہم اسی سے وہ پھل اور مقصد حاصل کر سکیں گے جو ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب لے جانے والا ہو۔ آپؑ نے فرمایا اگر زمین قابل نہیں ہوتی تو بارش کا کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ الٹا ضرر اور نقصان ہوتا ہے۔ اسی لیے آسمانی نور اترتا ہے اور وہ دلوں کو روشن کرنا چاہتا ہے۔ اس کے قبول کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کو تیار ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ بارش کی طرح جو زمین جو ہر قابل نہیں رکھتی وہ اس کو ضائع کر دیتی ہے۔ یعنی زمین میں اگر وہ طاقت نہیں۔ بنجر زمین ہے۔ خراب زمین ہے تو پانی ضائع ہو جاتا ہے۔ یہ نہ ہو کہ نور تو ہو لیکن نور کی موجودگی کے باوجود تم تاریکی میں چلو۔ یہاں بارش کی مثال نور کی طرح ہے جو آسمان سے اترتی ہے۔ آپ نے نور کی مثال دی ہے کہ نور اللہ تعالیٰ کی تعلیم ہے۔ اس کی مثال بھی اس نور کی طرح اور بارش کی طرح ہے جو آسمان سے نازل ہوتا ہے۔ اگر تم اس سے فائدہ نہیں اٹھا رہے تو پھر تم تاریکی میں چلنے والے ہو گے اور ٹھوکر کھا کر اندھے کنویں میں گر کر ہلاک ہو جاؤ گے کیونکہ تم باوجود نور کے اترنے کے آنکھیں بند کر کے چل رہے ہو۔ تم اس نور کو دیکھنے کی بجائے آنکھیں بند کر کے چلتے چلے جا رہے ہو۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ تم ٹھوکر کھاؤ گے اور گہرے کنویں میں گر جاؤ گے اور ہلاک ہو جاؤ گے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مادرِ مہربان سے بھی بڑھ کر مہربان ہے۔ مہربان ماں سے بھی بڑھ کے مہربان ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ اس کی مخلوق ضائع ہو۔ وہ ہدایت اور روشنی کی راہیں تم پر کھولتا ہے۔ مگر تم ان پر قدم مارنے کے لیے عقل اور تزکیہ نفوس سے کام لو جیسے زمین جب تک ہل چلا کر تیار نہیں کی جاتی تخم ریزی اس میں نہیں ہوتی۔ اسی طرح جب تک مجاہدہ اور ریاضت سے تزکیہ نفوس نہیں ہوتا پاک عقل آسمان سے نہیں اتر سکتی۔ پس صرف یہ کہنا کافی نہیں کہ نور اتر آیا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں بھی کوشش کرنی پڑے گی۔ تمہیں بھی جہاد کرنا پڑے گا اور اپنے دلوں کو پاک صاف کرنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو سننے کے لیے، اس کے فرستادوں کے پیغام کو سننے کے لیے، ان کی باتوں پر عمل کرنے کے لیے سب کچھ خود کوشش کرنی پڑے گی تبھی تم اس نور کو حاصل کر سکو گے جس سے تم فیض یاب ہو سکتے ہو۔ تبھی تم اس سیدھے راستے پر چل سکو گے جو تمہیں کامیابی اور کامرانی کے راستے کی طرف لے جانے والا ہوگا۔ تبھی تم اس زمین کی طرح بن سکو گے جس میں خوبصورت پھلدار پودے اگتے ہیں۔ پس یہ چیز ہر ایک کو ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے۔

یہاں اس طرف بھی توجہ دلا دوں کہ بہت سارے کہتے ہیں کہ ہم نے بہت دعا کی۔ قبول نہیں ہوئی۔

دعاؤں کی قبولیت کے لیے بھی تقویٰ ضروری ہے۔ اپنے جائزے لیں کہ کیا تقویٰ ہے؟ جو شرائط اللہ تعالیٰ نے رکھی ہیں وہ پوری کر رہے ہیں؟

آپ نے فرمایا کہ اس زمانے میں خدا تعالیٰ نے بڑا فضل فرمایا ہے اور اپنے دین اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں غیرت کھا کر ایک انسان کو جو تم میں بول رہا ہے بھیجا ہے تا کہ وہ اس روشنی کی طرف لوگوں کو بلائے۔ اگر زمانے میں ایسا فساد اور فتنہ نہ ہوتا اور دین کے محو کرنے کے لیے جس قسم کی کوششیں ہو رہی ہیں نہ ہوتیں تو چنداں حرج نہ تھا لیکن اب تم دیکھتے ہو کہ ہر طرف یمین و یسار سے، دائیں سے بائیں سے اسلام ہی کو معدوم کرنے کی فکر میں ساری قومیں لگی ہوئی ہیں۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 61-62-ایڈیشن 2022ء)

اُس زمانے میں تو مذہب کو ختم کرنے کے لیے چرچا ہو رہا تھا لیکن ابھی آج کل بھی آپ دیکھ لیں کہ اسے ختم کرنے کے لیے مختلف طریقے اپنائے جا رہے ہیں۔ اب کہنے کو تو یہ لوگ یہی کہتے ہیں کہ ہم جغرافیائی جنگیں لڑ رہے ہیں۔ ٹھیک ہے، جغرافیائی جنگیں بھی ہو رہی ہیں۔ سیاسی اور جغرافیائی جنگیں بھی ہیں لیکن

اندر ہی اندر بہت سارے لوگوں کے دلوں میں اسلام کے خلاف ایک بغض اور کینہ ہے۔ آج تو

ایک فلسطین کے اوپر حملہ ہے۔ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ آہستہ آہستہ باقی مسلمان ملک بھی متاثر ہوں گے۔ آج ایک ملک متاثر ہے، پھر دوسرا ہوگا، پھر تیسرا ہوگا اور یہ کام شروع ہو چکا ہے۔ پس ابھی وقت ہے کہ مسلمان آج بھی عقل سے کام لیں اور اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں جو فرستادہ بھیجا ہے اس کو ماننے والے بنیں اور ایک ہو کر پھر اللہ تعالیٰ کے حضور اس کے احکامات پر چلتے ہوئے گڑگڑائیں اور روئیں اور اس کی مدد مانگیں اور عملی طور پر بھی اللہ تعالیٰ کے جو احکامات ہیں ان پر عمل کر کے اپنی ساکھ کو برقرار رکھنے کی کوشش کریں۔ تو پھر دیکھیں کہ کیا انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر یہ نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کو کوئی پروا نہیں۔

پس اگر ہم نے فائدہ اٹھانا ہے تو اس بات کو ہمیشہ ہمیں یاد رکھنا چاہیے۔ کیونکہ

ہم بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی ہے اور ہم نے ان کو مانا ہے۔ لیکن ہمارے دعوے اُس وقت سچے ثابت ہوں گے جب ہم حقیقت میں عملاً اپنی حالتوں کو بھی اس مقام پر لے جانے والے بنیں گے یا اس کی کوشش کرنے والے بنیں گے جس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم کو لے جانا چاہتے ہیں اور جو حقیقی اسلامی تعلیم کے حاصل کرنے سے مل سکتا ہے۔

آپؑ نے فرمایا کہ اگر تم اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہو تو پہلے خود تقویٰ اور طہارت اختیار کرو۔ بہت سارے لوگ پوچھتے ہیں، سوال کرتے ہیں کہ آج کل مسلمانوں کے ساتھ جو ہو رہا ہے، فلسطینیوں کے ساتھ جو ہو رہا ہے یا فلاں ملک کے ساتھ جو ہو رہا ہے یا فلاں جگہ جو ہو رہا ہے اس کا کیا علاج ہے؟ ہم کیا کر سکتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا کہ اس کا علاج تو یہی ہے کہ پہلے تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق پیدا کرو۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ جب یہ ہوگا تو پھر تم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو نازل ہوتے ہوئے بھی دیکھو گے۔ مسلمانوں میں تو آج کل ہر طرف خود غرضی ہے۔ مظلوموں کی مدد کو تو کوئی تیار نہیں۔ جس بے حسی کا مظاہرہ فلسطینیوں کے معاملے میں مسلمان ممالک کر رہے ہیں وہ ظاہر ہے۔ اب ایسی حالت میں کیا توقع رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کیا کرے گا۔ ان کو پتہ نہیں کہ یہ اسلام مخالف یا اسلام دشمن لوگ یا وہ لوگ جن کی ہوا و ہوس اتنی زیادہ ہو چکی ہے کہ وہ ہر ملک پہ قبضہ کرنا چاہتے ہیں ایک ایک کر کے ان کو بھی ہضم کرتے چلے جائیں گے اور اب تو ان کے اپنے لوگ اور یہودیوں میں سے بعض لوگ اپنی حکومت کے خلاف بولنا شروع ہو گئے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صَابِرُوۡا وَ رَابِطُوۡا (اٰل عمران: 201) کہ صبر دکھاؤ اور سرحدوں کی نگرانی کرو۔ جس طرح دشمن کے مقابلے پر سرحد پر گھوڑا ہونا ضروری ہے تاکہ دشمن سے سرحدیں محفوظ رہیں۔ یعنی جس طرح ملکوں کی فوجیں حفاظت کے لیے اپنی سرحدوں پر کھڑی ہوتی ہیں اسی طرح ایک مومن کو بھی چاہیے کہ اپنے ایمان کی حفاظت کے لیے اس طرح کھڑا ہو، ہوشیار ہو اور پوری طرح تیار ہو۔ فرمایا اس طرح تم بھی تیار رہو۔ ایسا نہ ہو کہ دشمن سرحد سے گزر کر اسلام کو صدمہ پہنچائے۔ پس اسلام کو صدمہ پہنچانے کی ہر طرف سے کوشش ہے۔ دہریوں کی طرف سے بھی ہے۔ لامذہبوں کی طرف سے بھی ہے۔ غیر مذاہب کی طرف سے بھی ہے۔ اس کو بچانے کے لیے آج احمدی کا کام ہے کہ وہ کھڑا ہو اور اپنے ایمان میں ترقی کرنے کی کوشش کرے اپنے تقویٰ میں ترقی کرنے کی کوشش کرے۔ اپنے معیاروں کو بلند کرنے کی کوشش کرے۔ اگر یہ نہیں تو دشمن پھر ہر طرف سے حملہ کرنے پر تلا بیٹھا ہے اور جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا کہ یہی ہم آج کل دیکھ رہے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا اگر تم اسلام کی حمایت اور خدمت کرنا چاہتے ہو تو پہلے خود تقویٰ اور طہارت اختیار کرو جس سے تم خدا تعالیٰ کی پناہ کے حصن حصین میں آسکو گے۔ اللہ تعالیٰ کے مضبوط قلعے میں آ جاؤ گے۔ تمہارے اندر تقویٰ طہارت ہوگا تو تم تبھی اللہ تعالیٰ کے محفوظ قلعہ میں آسکو گے۔ اس کے بغیر تو کوئی اَور راستہ نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ہمارے عمل ٹھیک نہ ہوں۔ ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے والے نہ ہوں۔ ہمارے اندر تقویٰ نہ ہو اور پھر ہم کہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں لے لے۔ تو اللہ تعالیٰ اس طرح اپنی پناہ میں نہیں لیا کرتا۔ جب تم یہ کرو گے، تقویٰ اختیار کرو گے، تو پھر تم اس کے حصن حصین میں آسکو گے اور پھر تم کو اس خدمت کا شرف اور استحقاق حاصل ہوگا۔ تم دیکھتے ہو کہ مسلمانوں کی بیرونی طاقت کیسی کمزور ہو گئی ہے۔ آپ نے یہ فرمایا کہ اس زمانے میں بھی قومیں ان کو نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتی ہیں۔ اگر تمہاری اندرونی اور قلبی طاقت بھی کمزور اور پست ہو گئی تو بس پھر تو خاتمہ ہی سمجھو۔ آپ نے جماعت کو فرمایا کہ تم اپنے نفسوں کو ایسے پاک کرو کہ قدسی قوت ان میں سرایت کرے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 65۔ ایڈیشن 2022ء)

عام طور پر تو ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی کیا حالت ہے لیکن اگر جماعت نے بھی اس طرف توجہ نہ کی اور اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق نہ بڑھایا اور اپنے تقویٰ کے معیار کو بلند نہ کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ پھر تو خاتمہ ہی ہوگا اور کوئی انجام نہیں ہوگا۔

آپؑ نے فرمایا کہ ”تمہارا اصل شکر تقویٰ اور طہارت ہی ہے۔ مسلمان پوچھنے پر الحمدللہ کہہ دینا سچا سپاس اور شکر نہیں ہے۔“ اسی بات پہ خوش نہ ہو جاؤ کہ ہم مسلمان ہیں۔ اصل شکر گزاری یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننا ہے تو پھر تقویٰ پہ چلنا ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا

”اگر تم نے حقیقی سپاس گزاری یعنی طہارت اور تقویٰ کی راہیں اختیار کر لیں میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تم سرحد پر کھڑے ہو۔ کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 66۔ ایڈیشن 2022ء)

پھر اسی طرح ایک اَور جگہ تقویٰ کے بارے میں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: میں اپنی جماعت کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ ضرورت ہے اعمالِ صالحہ کی۔ خدا تعالیٰ کے حضور اگر کوئی چیز جا سکتی ہے تو وہی اعمال صالحہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو نہ ہماری دولت کی ضرورت ہے نہ ہمارے خاندان کی ضرورت ہے نہ ہماری جسمانی طاقت کی ضرورت ہے۔ ہاں تقویٰ ہے۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کو پہنچتا ہے تو اس کی پھر اللہ تعالیٰ جزا بھی دیتا ہے۔ اِلَیۡهِ یَصۡعَدُ الۡكَلِمُ الطَّیِّبُ (فاطر: 11)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پاک باتیں اس کی طرف چڑھ کر جاتی ہیں۔ پس یہ چیز ہے جس کی ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آگے فرمایا ہے کہ وَالۡعَمَلُ الصَّالِحُ یَرۡفَعُهٗ اور ایمان کے مطابق عمل ان کو اٹھاتا ہے۔ پس جس کا ایمان مضبوط ہوگا تو پھر جو اعمالِ صالحہ ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اٹھاتا ہے اور اوپر لے کے جاتا ہے۔ جس کا جتنا ایمان ہوگا اتنا ہی اس کے عمل بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوتے چلے جائیں گے اور وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنتا چلا جائے گا۔

آپؑ نے فرمایا کہ فتح اور نصرت اسی کو ملتی ہے جو متقی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ كَانَ حَقًّا عَلَیۡنَا نَصۡرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (الروم: 48) یعنی مومنوں کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے۔ پس تقویٰ اور ایمان صحیح ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی مدد بھی ہمارے شامل حال ہوگی۔ اور اسی طرح فرمایا۔ وَلَنۡ یَّجۡعَلَ اللّٰهُ لِلۡكٰفِرِیۡنَ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ سَبِیۡلًا (النساء: 142) اللہ تعالیٰ کافروں کو مومنوں پر ہرگز غلبہ نہیں دے گا۔ پس مومن بننا شرط ہے۔ اپنے ایمان کو کامل کرنا شرط ہے اس کے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں پر کافروں کو راہ نہیں دیتا۔ اس لیے یاد رکھو کہ تمہاری فتح تقویٰ سے ہے ورنہ عرب تو نرے لیکچرر اور خطیب اور شاعر ہی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ان کی پہلے کیا حالت تھی؟ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مان کر تقویٰ اختیار کیا جو خدا تعالیٰ نے اپنے فرشتے ان کی مدد کے لیے نازل کیے۔ اگر انسان تاریخ کو پڑھے تو اسے نظر آ جاتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جس قدر فتوحات کیں وہ انسانی طاقت اور سعی کا نتیجہ نہیں ہو سکتیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک بیس سال کے اندر ہی اندر اسلامی سلطنت عالمگیر ہو گئی۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ اب ہم کو کوئی بتائے کہ انسان ایسا کر سکتا ہے؟ اس لیے اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّ الَّذِیۡنَ هُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ (النحل: 129) کہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ یقیناً ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا ہو اور جو نیکوکار ہوں۔ پس ہمیں اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس کے بغیر گزارا نہیں کہ تقویٰ اختیار کیا جائے۔

فرمایا کہ متقی کے معنی ہیں ڈرنے والا۔ ایک ترکِ شر ہوتا ہے اور ایک افاضۂ خیر یعنی ایک چیز تو یہ ہے کسی برائی کو، شر کو، گناہ کو چھوڑا جائے اور ایک یہ ہے کہ خیر، نیکی کی جائے۔ متقی ترکِ شر کا مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے اور محسن افاضہ خیر کو چاہتا ہے۔ جو متقی ہے وہ شر سے بچتا ہے اور شر کو چھوڑ دیتا ہے۔ یہاں یہ فرمایا کہ وَ الَّذِیۡنَ هُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ۔ کہ محسن کون ہیں؟ وہ جو خیر چاہتے ہیں۔ جو نیکیاں چاہتے ہیں۔ نیکی کرتے ہیں۔ اپنے عمل کو اس حد تک لے جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کے وارث بن جاتے ہیں۔ پس ہمیں اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔ آپؑ نے فرمایا کہ یہاں مُحۡسِنُوۡنَ کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے کہ وہ نیکیاں کرے۔ پورا راستباز انسان تب ہوتا ہے جب بدیوں سے پرہیز کر کے یہ مطالعہ کرے کہ نیکی کون سی کی ہے؟ (ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 165-166۔ ایڈیشن 2022ء) صرف بدیوں سے پرہیز نہیں کیا بلکہ یہ بھی دیکھو اور اپنے آپ میں جائزہ لو کہ نیکی کون سی کی ہے؟ صرف یہی نہیں کہ ہم نے فلاں برائی نہیں کی بلکہ یہ دیکھے اور اپنا جائزہ لے کہ ہم نے نیکی کون کون سی کی ہے؟ جب یہ حالت ہوگی تو تبھی ہم کہہ سکیں گے کہ حقیقی تقویٰ ہے۔ آپؑ نے فرمایا یاد رکھو اپنا عملی نمونہ دکھاؤ اور اس میں ایسی چمک پیدا کرو ایسا عملی نمونہ ہو کہ دوسروں کو نظر آئے اور جب وہ دوسروں کو نظر آئے گا تو وہ اسے قبول کریں گے۔

پس صرف بیعت کے الفاظ دہرا لینا یا اس میں شامل ہو جانا، اپنے آپ کو احمدی کہہ لینا، مسلمان کہہ لینا یہ کافی نہیں بلکہ لوگوں کے سامنے ایک ایسا عملی نمونہ ہمیں دکھانا ہوگا اور چاہے ہم منہ سے بول کے تبلیغ کریں یا نہ کریں، ہمارے عمل ہی ایسے ہوں گے جو لوگوں کو اس طرف قائل کریں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ایسی تعلیم پر عمل کر رہے ہیں جو خدا تعالیٰ کے قریب لے جانے والی ہے۔ وہ تعلیم بندوں کے حقوق ادا کرنے والی بھی ہے اور دنیا میں امن قائم کرنے والی تعلیم بھی ہے اور دنیا کی اصلاح کرنے والی بھی ہے۔ جس میں پھر لوگوں کا رجحان اس طرف ہوتا ہے اور وہ قبول بھی کرتے ہیں۔ بہت سارے واقعات ایسے ہوتے ہیں اور بہت ساری بیعتیں ایسی آتی ہیں جو صرف یہ عمل دیکھ کے قبول کر رہے ہوتے ہیں۔

آپؑ نے ایک جگہ فرمایا کہ

”اگر ہم نری باتیں ہی باتیں کرتے ہیں تو یاد رکھو“ کہ اس کا ” کچھ فائدہ نہیں ہے۔ فتح کے لیے ضرورت ہے تقویٰ

کی۔فتح چاہتے ہو تو متقی بنو۔‘‘ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 214۔ایڈیشن 2022ء)

پس یہ ایک بنیادی بات ہے جسے ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔آپؑ نے فرمایا’’اس لیے ضروری امر یہ ہے کہ ہم اپنے اخلاق اور اعمال میں ترقی کریں اور تقویٰ اختیار کریں تا کہ خدا تعالیٰ کی نصرت اور محبت کا فیض ہمیں ملے۔پھر خدا کی مدد کو لے کر ہمارا فرض ہے اور ہر ایک ہم میں سے جو کچھ کر سکتا ہے اس کو لازم ہے کہ وہ ان حملوں کا جواب دینے میں کوئی کوتاہی نہ کرے۔ہاں جواب دیتے وقت نیت یہی ہو کہ خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر ہو۔‘‘ یہ ہے اصل تقویٰ۔ہم نے اگر فتوحات لینی ہیں تو اس لیے نہیں کہ ہم نے کوئی دنیاوی جاہ وحشمت حاصل کرنی ہے یا ہمیں کسی حکومت کی ضرورت ہے یا ہم نے دنیا پر قبضہ کرنا ہے۔نہیں بلکہ ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ ہم نے خدائے واحد کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنا ہے۔اس کے لیے بھرپور کوشش کرنی ہے اور دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لے کر آنا ہے۔اگر ہم یہ کریں گے تو یہی ہماری کامیابی ہے اور یہی ہمارا مقصد ہے۔آپؑ نے فرمایا’’لوگ میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر یہ تو کہہ جاتے ہیں کہ دین کو دنیا پر ترجیح دوں گا لیکن یہاں سے جا کر اس بات کو بھول جاتے ہیں وہ کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 215۔ایڈیشن 2022ء)

پس اصل بات یہی ہے کہ صرف عہد کافی نہیں کہ دین کو دنیا پر ترجیح دوں گا یا دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا بلکہ اس کے لیے عمل ضروری ہے۔تقویٰ ضروری ہے۔اللہ تعالیٰ سے تعلق ضروری ہے۔اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنا ضروری ہے اور اس کی مخلوق کا حق ادا کرنا ضروری ہے اور اپنی عملی حالتوں کو بدلنا ضروری ہے اور اپنے گھروں کے ماحول کو پاک صاف کرنا ضروری ہے۔اپنے بیوی بچوں کی اصلاح کے لیے اپنے عملی نمونے دکھانے کی ضرورت ہے۔جب یہ چیزیں ہوں گی تو تبھی ہم کامیاب ہوں گے،تبھی ہم تقویٰ پر چلنے والے ہوں گے،تبھی ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بننے والے ہوں گے اور اگر یہ نہیں تو پھر اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

حقوق العباد کے بارے میں

آپؑ نے ایک جگہ فرمایا کہ’’اللہ تعالیٰ کسی کی پروا نہیں کرتا مگر صالح بندوں کی۔آپس میں اخوت اور محبت کو پیدا کرو اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ۔‘‘ کوئی مذاق نہ اڑاؤ۔تمسخر نہ کرو۔کسی کی تحقیر نہ کرو’’کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔‘‘ہنسی ٹھٹھا انسان کو پھر سچائی سے بھی دور لے جاتا ہے۔’’آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت سے پیش آؤ۔ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے۔اللہ تعالیٰ سے ایک سچی صلح پیدا کر لو اور اس کی اطاعت میں واپس آجاؤ۔اللہ تعالیٰ کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے اور اس سے بچنے والے وہی ہیں جو کامل طور پر اپنے سارے گناہوں سے توبہ کر کے اس کے حضور میں آتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 242-243۔ایڈیشن 2022ء)

پس یہی بنیادی چیز ہے اس کو ہمیں اپنانا ہوگا۔

آج کل دنیا کے جو حالات ہیں اس میں ضروری ہے کہ ہم جہاں اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے والے ہوں وہاں اس کے بندوں کے بھی حق ادا کرنے والے ہوں۔

اسی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک جگہ آپؑ نے فرمایا کہ’’اصل بات یہی ہے کہ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ویرانہ کو آبادی اور آبادی کو ویرانہ بنا دیتا ہے۔‘‘اللہ تعالیٰ سب طاقتوں کا مالک ہے بہت سارے شہر ہیں وہ کھنڈر بنا دیتا ہے۔فرمایا کہ’’شہر بابل کے ساتھ کیا کیا؟‘‘ آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں بھی یہی کچھ ہو رہا ہے۔کس طرح شہروں کے شہر بمبارمنٹ سے کھنڈر بنتے چلے جا رہے ہیں۔کچھ اپنے لوگ اسے تباہ کر رہے ہیں،کچھ دشمن تباہ کر رہا ہے۔آپ نے فرمایا کہ’’جس جگہ انسان کا منصوبہ تھا کہ آبادی ہو وہاں مشیت ایزدی سے ویرانہ بن گیا۔‘‘ یہ تو پرانے لوگوں کی تاریخ ہے جو ہمارے لیے نمونہ ہے اور ہمیں اس بات کی طرف توجہ دلاتی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔اگر ایٹمی جنگ ہوئی تو پھر ایک ہولناک تباہی ہوگی جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔فرمایا کہ’’......جس جگہ انسان چاہتا تھا کہ ویرانہ ہو وہ دنیا بھر کے لوگوں کا مرجع ہو گیا۔‘‘ خانہ کعبہ کی طرف لوگ آتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کی آبادی کا جو وعدہ کیا تھا وہ اس نے پورا کر دیا۔’’پس خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر......تدبیر پر بھروسہ کرنا حماقت ہے۔‘‘ آپ نے جماعت کو نصیحت فرمائی کہ’’اپنی زندگی میں ایسی تبدیلی پیدا کر لو کہ معلوم ہو کہ گویا نئی زندگی ہے۔استغفار کی کثرت کرو۔جن لوگوں کو کثرت اشغال دنیا کے باعث کم فرصتی ہے ان کو سب سے زیادہ ڈرنا چاہیے۔‘‘ جو دنیا کے کاموں میں مصروف ہیں ان کو سب سے زیادہ ڈرنا چاہیے۔ذکر الٰہی کرنا چاہیے۔جو لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں دنیا کے بڑے کام ہیں۔ہمیں نمازیں بھول جاتی ہیں بہت سارے لکھنے والے مجھے بھی لکھتے ہیں کہ نمازوں کی طرف توجہ نہیں ہوتی،استغفار کثرت سے نہیں پڑھتے۔دنیاوی دھندوں میں پڑے ہوئے ہیں ان کو بہت زیادہ ڈرنا چاہیے۔آپؑ نے فرمایا’’ملازمت پیشہ لوگوں سے اکثر فرائض خداوندی فوت ہو جاتے ہیں۔‘‘ وہ اللہ تعالیٰ کے فرائض صحیح طرح ادا نہیں کرتے’’اس لیے مجبوری کی حالت میں ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نمازوں کو جمع کر کے پڑھ لینا جائز ہے‘‘ اس میں کوئی ہرج نہیں۔یہ مجبوری میں ہے لیکن یہ مجبوری کی حالت ہے۔ہر وقت نہیں۔اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں ہونا چاہیے اور اس کی عبادت کا حق ادا کرنا چاہیے۔آپ نے فرمایا’’ترکِ نماز کے لیے ایسے بے جا عذر بجز اپنے نفس کی کمزوری کے اور کوئی نہیں۔حقوق اللہ اور حقوق العباد میں ظلم وزیادتی نہ کرو۔اپنے فرائض منصبی نہایت دیانتداری سے بجالاؤ۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 265۔ایڈیشن 1984ء)

جہاں حق اللہ ادا کرو وہاں اللہ تعالیٰ کے بندوں کا حق بھی ادا کرو۔یعنی جو تمہارے فرائض ہیں اور جو فرائض تمہیں دیے گئے ہیں،نوکری ہے،ملازمت ہے،پیشہ ہے،اس کا بھی حق ادا کرو۔

آپؑ نے جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی کی پروا نہیں کرتا مگر صالح بندوں کی پرواہ کرتا ہے۔آپس میں اخوت اور محبت کو پیدا کرو تو اللہ تعالیٰ تمہاری پروا کرے گا۔فرمایا’’تم یاد رکھو کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فرمان میں تم اپنے تئیں لگاؤ گے اور اس کے دین کی حمایت میں ساعی ہو جاؤ گے‘‘ کوشش کرو گے’’تو خدا تمام رکاوٹوں کو دور کر دے گا اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کسان عمدہ پودوں کی خاطر کھیت میں سے ناکارہ چیزوں کو اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے اور اپنے کھیت کو خوش نما درختوں اور بارآور پودوں سے آراستہ کرتا اور ان کی حفاظت کرتا اور ہر ایک ضرر اور نقصان سے ان کو بچاتا ہے مگر وہ درخت اور پودے جو پھل نہ لاویں اور گلنے اور خشک ہونے لگ جاویں ان کی مالک پرواہ نہیں کرتا کہ کوئی مویشی آ کر ان کو کھا جاوے یا کوئی لکڑہارا ان کو کاٹ کر تنور میں ڈال دیوے۔سو ایسا ہی تم بھی یاد رکھو اگر تم اللہ تعالیٰ کے حضور میں صادق ٹھہرو گے تو کسی کی مخالفت تمہیں تکلیف نہ دے گی‘‘ ہاں یہ شرط ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں تم صادق ٹھہرو سچے بن جاؤ اپنے عمل ایسے بناؤ جس سے اللہ کے حق بھی ادا ہو رہے ہوں اور اس کے بندوں کے بھی حق ادا ہو رہے ہوں۔فرمایا’’پر اگر تم اپنی حالتوں کو درست نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے فرمانبرداری کا ایک سچا عہد نہ باندھو تو پھر اللہ تعالیٰ کو کسی کی پرواہ نہیں۔ہزاروں بھیڑیں اور بکریاں روز ذبح ہوتی ہیں پر ان پر کوئی رحم نہیں کرتا اور اگر ایک آدمی مارا جاوے تو کتنی باز پرس ہوتی ہے۔‘‘ گو کہ آج کل ظالموں کا یہ حال ہے کہ وہ ظلم کی انتہا کر بیٹھے ہیں اور قتل وغارت مچائی ہوئی ہے۔فلسطین میں بھوکے لوگوں کو مار رہے ہیں لیکن پھر بھی ان کو کوئی نہیں پوچھتا۔یہ تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کو آواز دینے والے لوگ ہیں۔بہرحال آپؑ فرماتے ہیں کہ جہاں کچھ نہ کچھ انسانیت ہے وہاں اگر ایک بھی انسان مرتا ہے تو اس کی باز پرس ہوتی ہے کیونکہ انسان کی زندگی کی قیمت ہے۔’’سو اگر تم اپنے آپ کو درندوں کی مانند بیکار اور لاپرواہ بناؤ گے تو تمہارا بھی ایسا ہی حال ہوگا۔‘‘ آپؑ نے فرمایا کہ

’’چاہیے کہ تم خدا کے عزیزوں میں شامل ہو جاؤ تا کہ کسی وبا کو یا آفت کو تم پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہو سکے۔‘‘ کوئی ابتلا تم پر نہ آئے’’کیونکہ کوئی بات اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر زمین پر ہو نہیں سکتی۔

ہر ایک آپس کے جھگڑے اور جوش اور عداوت کو درمیان میں سے اٹھا دو کہ اب وہ وقت ہے کہ تم ادنیٰ باتوں سے اعراض کر کے اہم اور عظیم الشان کاموں میں مصروف ہو جاؤ۔لوگ تمہاری مخالفت کریں گے...... پر تم ان کو نرمی سے سمجھاؤ اور جوش کو ہرگز کام میں نہ لاؤ۔یہ میری وصیت ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 267-268۔ایڈیشن 1984ء)

پس یہ وہ باتیں ہیں کہ اگر ہم انہیں یاد رکھیں گے تو ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے چلے جائیں گے اور ان کے مورد بنتے چلے جائیں گے۔خدا تعالیٰ کرے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصائح پر عمل کرتے ہوئے ان باتوں کو اختیار کرنے والے ہوں،حاصل کرنے والے ہوں اور اِس سے فیض پانے والے ہوں اور پھر ہم اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے والے ہوں۔اپنی نسلوں کی دنیا و عاقبت سنوارنے والے ہوں اور جلد ہم وہ نظارہ دیکھیں جب اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے جماعت احمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو تمام دنیا کے کونوں میں،سب کناروں میں گاڑنے والی ہو،پہنچانے والی ہو اور خدائے واحد کی حکومت کو دنیا پر قائم کرنے والی ہو اور ہر ایک اس میں اپنا اہم کردار ادا کرنے والا ہو۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔دعا کر لیں۔

(بشکریہ روزنامہ الفضل ۶ جون ۲۰۲۶)

☆......☆......☆

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’رہائی یافتہ مومن وہ لوگ ہیں جو لغو کاموں اور لغو باتوں اور لغو حرکتوں اور لغو مجلسوں اور لغو صحبتوں سے اور لغو تعلقات سے اور لغو جوشوں سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔‘‘

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم،روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۱۹۸)

طالب دُعا: صبیحہ کوثر و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور،صوبہ اڈیشہ)

خطبہ جمعہ

اللہ تمام سخاوت کرنے والوں سے بڑھ کر سخاوت کرنے والا ہے اور مَیں بنی آدم میں سب سے بڑھ کر سخاوت کرنے والا ہوں (حدیث نبوی ﷺ)

صرف ایک خُلق ہی نہیں بلکہ آپؐ کی زندگی کا ہر لحہ قرآن کریم کے مطابق تھا۔ اس لیے حضرت عائشہؓ نے آپؐ کے اوصاف کے بارے میں فرمایا تھا کہ کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْآن۔ کہ آپؐ کے اخلاق قرآن کریم کے عین مطابق تھے۔ تو کسی بھی خُلق کو لے لیں آپؐ اس کی اعلیٰ ترین مثال تھے جس سے بڑھ کر کوئی اَور مثال پیش نہیں کی جاسکتی

سخاوت کرنے والا اللہ کے قریب ہے۔ جنت کے قریب ہے۔ لوگوں کے قریب ہے۔ آگ سے دور ہے۔ اور بخیل اللہ سے دُور ہے۔ جنت سے دُور ہے۔ لوگوں سے دُور ہے اور آگ کے قریب ہے۔ اور سخاوت کرنے والا جاہل، بخیل عابد سے اللہ عزّوجلّ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے (حدیث نبوی ﷺ)

مومن سادہ لوح اور سخی ہے اور فاجر دھوکہ دینے والا اور رذیل ہے (حدیث نبوی ﷺ)

اے ابن آدم! تیرا مال تو وہی ہے جو تُو نے کھایا اور ختم کر دیا۔ پہن کر پرانا کر دیا یا صدقہ کیا اور آگے بھیج دیا (حدیث نبوی ﷺ)

دو عادتیں مومن میں اکٹھی نہیں ہوسکتیں۔ بخل اور بد خلقی (حدیث نبوی ﷺ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ حسین تھے اور لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے اور لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر تھے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو مال آتا تھا وہ آپؐ کا مال ہوتا تھا اور قرآنی ہدایت کے مطابق موقع محل کے حساب سے آپ خرچ کرتے تھے

''آنحضرتؐ کی یہ حالت تھی کہ آپ کے پاس جو کچھ ہوتا وہ سخاوت کر دیا کرتے تھے۔ ایک بار آپ کے گھر میں ایک مُہر تھی آپؐ نے اس کو لے کر تقسیم کر دیا'' (حضرت مسیح موعودؑ)

''مال و دولت کے باوجود آپؐ نے ایسی سیر چشمی اور استغناء ظاہر کی کہ دیکھ کر حیرت آتی ہے۔ جو کچھ آتا آپؐ خدا تعالیٰ کی راہ میں تقسیم کر دیتے'' (حضرت مصلح موعودؓ)

کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز مانگی گئی ہو اور آپؐ نے نہ کہا ہو

حضرت علیؓ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرتے تو فرمایا کرتے کہ آپؐ عطا کرنے کے لحاظ سے سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے

آنحضرت ﷺ کی بے مثل جُود و سخا

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 12/ جون 2026ء بمطابق جون 12/ احسان 1405 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ (البقرہ:275)

وَفِیْٓ اَمْوَالِھِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ۔ (الذّاریات:20)

پہلی آیت جو میں نے پڑھی ہے سورہ بقرہ کی ہے۔ اس کا ترجمہ ہے کہ

جو لوگ اپنے مال رات اور دن پوشیدہ (بھی) اور ظاہر (بھی) (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے رہتے ہیں ان کے لئے ان کے رب کے پاس ان کا اجر (محفوظ) ہے اور نہ (تو) انہیں کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اور دوسری آیت سورۃ الذّاریات کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اور ان کے مالوں میں مانگنے والوں کا بھی حق تھا اور جو مانگ نہیں سکتے تھے ان کا بھی (حق تھا)۔

آج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جُود و سخا کے اسوہ کے بارے میں کچھ روایات بیان کروں گا۔

ان روایات سے پتہ چلتا ہے کہ آپؐ نے اس بارے میں کس طرح بار بار مومنوں کو توجہ دلائی ہے اور اسی طرح آپؐ کا اپنا عمل کیا تھا۔ یہ آیات جو میں نے تلاوت کیں جیسا کہ مَیں نے بتایا ان میں بھی اور دوسری بہت سی آیات میں بھی اللہ تعالیٰ نے حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے، دینی ضروریات بھی اور ضرورت مندوں کی ضروریات بھی پوری کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور اس حکم کے تحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حقیقی مومن کو بھی اس طرف توجہ دلائی ہے اور سب سے بڑھ کر اپنا نمونہ پیش کیا اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی عملی تصویر اپنے اسوہ سے ہمیں دکھائی۔ پس

صرف ایک خُلق ہی نہیں بلکہ آپؐ کی زندگی کا ہر لحہ قرآن کریم کے مطابق تھا۔ اس لیے حضرت عائشہؓ نے آپؐ کے اوصاف کے بارے میں فرمایا تھا کہ کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْآن۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 144 حدیث نمبر 25108 مکتبہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

کہ آپؐ کے اخلاق قرآن کریم کے عین مطابق تھے۔ تو کسی بھی خُلق کو لے لیں آپؐ اس کی اعلیٰ ترین مثال تھے جس سے بڑھ کر کوئی اَور مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔

بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا آج آپؐ کے جُود و سخا کا جو خُلق ہے اس حوالے سے روایات پیش کروں گا۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان دعائیہ کلمات کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے کہ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْکَسَلِ وَاَرْذَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ۔

کہ اے اللہ! مَیں بخل سے، سستی سے، بدترین عمر سے اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (صحیح مسلم مترجم (اردو) جلد 14 صفحہ 79، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ ...باب التعوذ من العجز والکسل...... حدیث نمبر 4865، نور فاؤنڈیشن)

اسی طرح اس بارے میں ایک یہ دعا بھی ہے۔ حضرت انسؓ سے ہی روایت ہے۔ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے کہ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّیْنِ وَغَلَبَۃِ الرِّجَالِ۔

کہ اے اللہ! مَیں تیری پناہ لیتا ہوں فکر اور غم سے اور عاجزی اور سستی سے اور بزدلی اور کنجوسی سے اور قرضے کے زیادہ ہونے سے اور لوگوں کے غلبے سے۔

(صحیح البخاری مترجم جلد 15 صفحہ 109 کتاب الدعوات باب الاستعاذۃ من الجبن ...... حدیث 6369 شائع کردہ نظارت اشاعت)

اسی طرح

خدا تعالیٰ کی راہ میں اور بندوں کی مدد کرنے کے حوالے سے آپؐ نے مومنوں کو یہ نصیحت بھی فرمائی۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تھیلی کو باندھ کر نہ رکھا کرو۔ کھولو

ورنہ تم سے روک لیا جائے گا۔یعنی جس میں تم نے اپنی دولت رکھی ہوئی ہے اس کا منہ بند نہ کرو اور حسبِ ضرورت خرچ کیا کرو اور دوسروں کی مدد کیا کرو۔دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ گنتی نہ رہا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن گن کر ہی دے گا۔

(صحیح البخاری مترجم جلد 3 صفحہ 55-56 کِتَابُ الزَّكَاةِ بَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى الصَّدَقَةِ......حدیث:1433 شائع کردہ نظارت اشاعت)

یعنی اگر تمہیں اللہ تعالیٰ نے نوازا ہے تو پھر تم اس کی شکر گزاری کا حق ادا کرو اور شکر گزاری کا حق یہ ہے کہ دوسروں کی مدد کرو۔اللہ تعالیٰ تمہیں مزید دے گا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سخاوت کرنے والا اللہ کے قریب ہے۔جنت کے قریب ہے۔لوگوں کے قریب ہے۔آگ سے دور ہے۔اور بخیل اللہ سے دُور ہے۔جنت سے دُور ہے۔لوگوں سے دُور ہے اور آگ کے قریب ہے۔اور سخاوت کرنے والا جاہل، بخیل عابد سے اللہ عزّوجلّ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔

(جامع الترمذی أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّخَاءِ حدیث:1961)

کنجوس جو بے شک عبادت کرنے والا ہو لیکن اس کے مقابلے میں ایک جاہل جو ہے اور سخاوت کرنے والا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو زیادہ پسند کرتا ہے۔

اسی طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جنّت میں داخل نہ ہوگا دھوکے باز اور نہ بخیل اور نہ بہت احسان جتلانے والا۔

(جامع الترمذی أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ بَابُ مَا جَاءَ فِي البخل حدیث:1963)

یہ تین خصوصیات ہیں دھوکہ دینے والا، کنجوس آدمی، بخیل آدمی اور جو کسی بات کا کسی پہ زیادہ احسان جتاتا ہے وہ جنّت میں داخل نہیں ہوں گے۔

اسی طرح ایک روایت ہے۔حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مومن سادہ لوح اور سخی ہے اور فاجر دھوکہ دینے والا اور رذیل ہے۔

(جامع الترمذی أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبُخْلِ حدیث:1964)

اب سادہ لوح سے یہ مراد نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگ ہماری زبان میں سمجھتے ہیں کہ سادہ لوح سے مراد یہ ہے کہ جس میں عقل کم ہو۔جبکہ مومن کے بارے میں تو یہ آیا ہے کہ مومن تو فراست میں بہت بڑھا ہوا ہوتا ہے۔

(جامع الترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورۃ الحجر حدیث نمبر 3127)

اور مومن کی فراست کی بڑی اہمیت ہے۔اس سے ہوشیار رہنا چاہیے۔وہاں مطلب یہ ہے کہ جھگڑوں سے بچنے والا ہے اور کریم ہے اور بہت کھلے دل کا اور لوگوں میں پسند کیا جانے والا ہے۔قابلِ عزّت ہے۔پس

یہ ہے مومن کی نشانی اور یہ ہے ہمارے لیے اپنا جائزہ لینے کا ایک معیار۔

ایک روایت میں مطرف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔مَیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپؐ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ کی تلاوت فرما رہے تھے۔آپؐ نے فرمایا: ابنِ آدم کہتا ہے میرا مال، میرا مال۔یعنی دولت مند انسان یہ کہتا ہے کہ یہ میرا مال ہے، میرا مال ہے۔آپؐ نے فرمایا:

اے ابنِ آدم! تیرا مال تو وہی ہے جو تُو نے کھایا اور ختم کر دیا۔پہن کر پرانا کر دیا یا صدقہ کیا اور آگے بھیج دیا۔

(صحیح مسلم مترجم جلد 15 صفحہ 155 كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ باب الدنیا سجن للمومن و جنة للکافر حدیث: 5244 شائع کردہ نور فاؤنڈیشن)

پس آپؐ نے کہا کہ تمہارا مال تو وہ ہے جو تم نے خرچ کیا لیکن سب سے بہتر مال وہی ہے جو تم نے صدقہ کر دیا اور تم نے اللہ تعالیٰ کے حضور اس کو پیش کر دیا۔اس کے بندوں کے حق ادا کرنے کے لیے پیش کر دیا۔اس کی راہ میں خرچ کر دیا۔اور یہ مال تمہیں اگلے جہان میں کئی گنا ہو کر ملے گا۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان کو کوئی خوف نہیں ہوگا جیسا کہ آیت میں بتایا تھا اور نہ وہ غمگین ہوں گے کیونکہ وہ قربانیاں جو انہوں نے کی ہیں، وہ جُود و سخا جو انہوں نے کی ہے، جو مال اپنا دوسروں پہ خرچ کیا ہے وہ ان کو اگلے جہان میں ملے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے تھے۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صرف دو ہی باتوں میں رشک کرنا جائز ہے۔ایک تو وہ شخص جسے اللہ مال دے پھر اس کو برمحل بے دریغ خرچ کرنے کی طاقت دے۔اور ایک وہ شخص جس کو اللہ نے حکمت دی تو وہ اس کے مطابق فیصلے کرتا ہے اور عمل کرتا ہے اور اَوروں کو بھی سکھاتا ہے۔

(صحیح البخاری مترجم جلد 1 صفحہ 144-145 كِتَابُ الْعِلْمِ بَابُ الْاِغْتِبَاطِ فِي الْعِلْمِ وَالْحِكْمَةِ حدیث:73 شائع کردہ نظارت اشاعت)

پھر ایک موقع پر نصیحت کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا۔

حضرت اَبُواُمَامَہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن آدم! تیرا اپنی ضرورت سے زائد مال کو خرچ کرنا تیرے لیے بہتر ہے۔جو مال تمہیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس سے جو تمہاری ضروریات ہیں بیشک وہ پوری کرو لیکن اس سے زیادہ جو مال ہے اس کو خرچ کرو۔اور تیرا اس کو روک رکھنا تیرے لیے بُرا ہے اور تجھے بقدرِ ضرورت رکھ لینے پر ملامت نہیں کی جائے گی۔جو ضرورت تم نے پوری کی اس کے لیے تمہیں نہیں پوچھا جائے گا کہ کس لیے مال رکھا؟ اور تُو اس سے شروع کر جس کی پرورش تیرا ذمہ ہے۔خرچ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جو تمہاری ذمہ داریاں ہیں، تمہاری اولاد ہے، تمہارے بیوی بچے ہیں، تمہارے غریب رشتہ دار ہیں یا جن کے ذمے کی پرورش تمہارے ذمے کی گئی ہے وہ تمہارے پہلے حقدار ہیں تمہارے مال سے مدد حاصل کرنے کے۔اور پھر فرمایا

اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

(صحیح مسلم مترجم جلد 4 صفحہ 209 كِتَاب الزَّكَاةِ بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى... حدیث: 1704 شائع کردہ نور فاؤنڈیشن)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کون ایسا ہے کہ جس کو اپنے وارث کا مال خود اپنے مال سے زیادہ پیارا ہو؟ کوئی ایسا شخص ہے کہ جو کہے کہ میرے وارث کو جو مال مَیں دے کے جا رہا ہوں وہ مجھے جو مَیں نے اپنے پاس رکھا ہوا ہے یا اپنے اوپر خرچ کر رہا ہوں اس سے زیادہ پیارا ہے؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہؐ! ہم میں سے تو کوئی بھی ایسا نہیں جس کو اپنا مال زیادہ پیارا نہ ہو۔بہرحال جو ہمارے پاس ہے ہمیں زیادہ پیارا ہے۔آپؐ نے فرمایا:

تو پھر اس کا مال وہی ہے جو اس نے آگے بھیج دیا۔اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو اس نے پیچھے چھوڑ دیا۔

(صحیح البخاری مترجم جلد 15 صفحہ 206-207 كِتَابُ الرقاق بَابُ مَا قَدَّمَ مِنْ مَالِهِ فَهُوَ لَهُ حدیث:6442 شائع کردہ نظارت اشاعت)

جو تم نے آگے بھیج دیا، اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیا، غریبوں کی مدد کی وہ سب سے بہتر ہے۔اس کا تمہیں آخر میں اجر ملے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا عمل مال کے بے دریغ خرچ کرنے اور اللہ تعالیٰ پر توکّل کرنے کے بارے میں کیا تھا۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بلالؓ کے پاس تشریف لائے اور ان کے پاس کھجور کی ایک ڈھیری لگی ہوئی تھی۔آپؐ نے فرمایا: بلال! یہ کیا ہے؟ حضرت بلالؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! یہ مَیں نے آپؐ کے لیے اور آپؐ کے مہمانوں کے لیے جمع کر رکھا ہے۔آپؐ نے فرمایا: کیا تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ اس ذخیرے پر جہنم کی گرم لپیٹ آ پہنچے۔پھر آپؐ نے بلالؓ کو نصیحت فرمائی کہ

اے بلال! خرچ کرتے چلے جاؤ اور خدائے ذوالعرش کے ہوتے ہوئے فقر و فاقہ سے مت ڈرو۔

(المعجم الکبیر للطبرانی جزء1 صفحہ 340، حدیث 1020، باب الباء، عبد اللہ بن مسعود عن بلال رضی اللہ عنہما۔مکتبہ ابن تیمیہ۔القاھرۃ۔)

پھر آپؐ کے اپنے اسوہ کی اس بارے میں ایک اَور مثال ہے۔حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے ایک بکری ذبح کروائی اور اس کا گوشت غرباء میں تقسیم کیا اور کچھ گھر میں بھی کھانے کے لیے رکھ لیا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کس قدر گوشت بچ گیا ہے؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا صرف دستی بچی ہے۔اگلی ٹانگ جو تھی بکری کی۔یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سارا مال بچ گیا جو تم نے تقسیم کر دیا سوائے اس دستی کے جو ہمارے کھانے کے لیے تم نے رکھی ہے کیونکہ یہ تو کسی کے کام نہیں آئی۔اگلے جہان میں تو وہی کام آئے گا جو تم نے خرچ کر دیا۔

(جامع الترمذی کتاب صفة القیامة...... باب 33 حدیث نمبر 2470)

حضرت معاویہؓ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مَیں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مَیں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ ہی دیتا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب العلم باب من یرد اللہ بہ خیر ایفقھہ فی الدین حدیث نمبر 71)

جُود و سخا کی صفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات میں بعثت سے قبل بھی بدرجہ اتم پائی جاتی تھی

اور اس کی گواہی جیسا کہ ہم پڑھتے ہیں آپؐ کی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہؓ نے اس وقت دی تھی جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی تھی اور آپؐ گھبرائے ہوئے گھر تشریف لائے تھے تو حضرت خدیجہؓ نے فرمایا تھا کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔بخدا! آپ کو اللہ کبھی رُسوا نہیں کرے گا۔آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔عاجز کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔وہ نیکیاں کرتے ہیں جو معدوم ہو چکی ہیں۔مہمان نوازی کرتے ہیں اور حقیقی مصائب میں مدد کرتے ہیں۔

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلد 11 صفحہ 48، بزم اقبال لاہور، صحیح البخاری کتاب بدء الوحی باب کیف کان بدء الوحی الیٰ رسول اللہ ﷺ، حدیث 3)

پھر ایک روایت ہے۔حضرت ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دو عادتیں مومن میں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔بخل اور بدخلقی۔

(جامع الترمذی کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبُخْلِ حدیث نمبر 1962)

یعنی مومن جو ہے اس میں نہ بخل ہوگا نہ بدخلقی ہوگی۔یہ بھی ایک معیار ہے اپنے آپ کو جانچنے کا۔پھر

بخل سے بچنے کی ہدایت

کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا۔حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظلم سے بچو۔یقیناً ظلم قیامت کے دن کے اندھیرے ہوں گے۔اور بخل و حرص سے بچو۔یقیناً بخل نے تم سے پہلوں کو ہلاک کیا تھا۔اس بخل نے انہیں اکسایا تو انہوں نے خون بہایا اور حرام چیزوں کو حلال کیا۔

(صحیح مسلم مترجم جلد 13 صفحہ 242 کتاب البر والصلہ...باب تحریم الظلم حدیث 4661 شائع کردہ نور فاؤنڈیشن)

حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کسی بندے کے اندر کبھی بھی اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں اکٹھے نہیں ہو سکتے اور نہ ہی کسی بندے کے دل میں کبھی حرص و بخل اور ایمان اکٹھے ہو سکتے ہیں۔

(سنن النسائی کتاب الجہاد باب فضل من عمل فی سبیل اللہ حدیث 3112)

جیسا کہ پہلے بھی ایک روایت میں بیان ہو چکا ہے کہ حریص اور لالچی اور کنجوس جو ہے یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتا۔ پس

یہ ہیں معیار۔ مومن بننا ہے تو حرص سے بھی بچنا ہوگا۔ لالچ سے بھی بچنا ہوگا۔ کنجوسی سے بھی بچنا ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی دن بھی ایسا نہیں کہ جس میں دو فرشتے جبکہ بندے صبح کو اٹھتے ہیں نازل نہ ہوتے ہوں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدل عطا کر اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ! بخیل کا مال رائیگاں جائے۔

(صحیح البخاری مترجم جلد 3 صفحہ 66 کتاب الزکاۃ باب قول اللہ تعالی: فأما من أعطی واتقی... حدیث 1442 شائع کردہ نظارت اشاعت)

یعنی جو خرچ کر رہا ہے اس کو اس کے بدلے میں اَور دے۔ اور جو بخل کرنے والا ہے، کنجوسی کرنے والا ہے اس کے مال کو ضائع کر دے۔ اس دنیا میں بھی اس مال میں برکت نہیں پڑتی۔ یہی ہم دیکھتے ہیں۔ بہت سے لوگ اس بات کا اظہار کرتے ہیں اور اگلے جہان میں بھی یہ مال اسے کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو اس کی محبت میں خرچ کرتے ہیں وہ اس کا اجر دیتا ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ حسین تھے اور لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے اور لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر تھے۔

(صحیح مسلم مترجم جلد 12 صفحہ 217، کتاب الفضائل، باب فی شجاعة النبی علیه السلام و تقدمه للحرب۔ حدیث 4252، نور فاؤنڈیشن)

اسی طرح ایک روایت ہے۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں سب سخاوت کرنے والوں سے بڑھ کر سخاوت کرنے والے کے بارے میں نہ بتاؤں۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ

اللہ تمام سخاوت کرنے والوں سے بڑھ کر سخاوت کرنے والا ہے اور مَیں بنی آدم میں سب سے بڑھ کر سخاوت کرنے والا ہوں۔

(مجمع الزوائد جلد 8 صفحہ 409، کتاب علامات النبوۃ باب فی جودہ ﷺ حدیث نمبر 14178، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001)

دنیا میں انسانوں میں سب سے زیادہ سخاوت کرنے والا مَیں ہوں۔

اسی طرح حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر و بھلائی میں سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان کے مہینے میں آپؐ سب سے زیادہ سخی ہوتے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام ہر سال رمضان میں آپؐ سے ملتے یہاں تک کہ وہ رمضان گزر جاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں قرآن سناتے۔ جب جبرائیلؑ آپؐ سے ملتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر و بھلائی میں تیز آندھی سے بھی بڑھ کر سخی ہوتے۔ (صحیح مسلم مترجم جلد 12 صفحہ 218-219، کتاب الفضائل باب کان النبی ﷺ اجود الناس بالخیر، حدیث 4254، نور فاؤنڈیشن) اس طرح اتنا خرچ کرتے جس طرح آندھی اور طوفان آیا ہو۔

اسی بات کو حضرت مصلح موعودؓ نے ایک خطبہ میں اس طرح بیان کیا ہے کہ ''جب آپ سخاوت کرتے تو انتہا درجہ کی حتّٰی کہ صحابہؓ کا بیان ہے کہ آپ بالخصوص رمضان میں اس طرح سخاوت کرتے کہ جس طرح تیز آندھی چلتی ہے اور پھر اس کے ساتھ ہی لَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا۔ پر آپ کا عمل تھا۔ یعنی سخاوت کو فضول اور رائیگاں نہ گنواتے اور نہ بے محل استعمال کرتے۔'' سخاوت تھی لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ بھی حکم ہے کہ فضول خرچ نہیں کرنا۔ بلاوجہ ضائع نہیں کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے فضول خرچی سے روکا ہے۔ ''حاتم طائی کی سخاوت تو تھی مگر بے محل۔'' حاتم طائی بڑا سخی کہلاتا ہے لیکن اس کی سخاوت موقع محل کے حساب سے نہیں ہوتی تھی۔ بے سوچے سمجھے ہوتی تھی ''کیونکہ وہ حلوائی کی دکان پر دادا جی کی فاتحہ والی سخاوت تھی۔'' یہ محاورہ ہے۔ اپنا مال کوئی نہیں ''باپ کے مال پر اس کا کیا حق تھا کہ اسے تقسیم کر دیتا۔'' حاتم طائی کے بارے میں آتا ہے کہ بچپن سے اس کی فطرت میں سخاوت تھی اور آخر اس کے باپ نے دیکھا کہ وہ تو میرا مال لٹائی جا رہا ہے اس کو باہر بھیج دیا کہ اونٹوں کی نگرانی کرو اور ایک دن اس نے جو دیکھا کہ تین آدمی آئے ہیں۔ تین بڑے شاعر تھے۔ انہوں نے اس کو سفر میں دیکھا تو ان کے لیے، مہمان نوازی کے لیے تین اونٹ قربان کر دیے۔ انہوں نے کہا ہم تین آدمی ہیں ایک اونٹ ہی کافی ہے۔ اس نے کہا نہیں اگر مَیں ایک کروں گا تو باقی دو طفیلی ہو گئے۔ تو باپ کا مال تھا مفت کا، اس نے ان کے لیے تینوں اونٹ ذبح کر دیے۔ بچ گئے ہوں گے۔ بہرحال باقی ضائع ہو گیا یا کسی کو دے دیا تو باپ کو بھی بڑا بُرا لگا کہ میرا مال اس طرح لٹائی چلا جاتا ہے لیکن

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو مال آتا تھا وہ آپؐ کا مال ہوتا تھا اور قرآنی ہدایت کے مطابق موقع محل کے حساب سے آپؐ خرچ کرتے تھے۔

یہاں ان احادیث کی وضاحت ہو گئی ہے جہاں آپؐ نے فرمایا ہے کہ بے دریغ خرچ کرو۔ مطلب یہ ہے کہ موقع محل کے حساب سے خرچ کرو۔ پھر کسی قسم کی ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہیے۔ یہ نہیں ہے کہ تین آدمی ہیں جنگل میں آئے ہیں تین اونٹ ذبح کر دو اور بعد میں ان کا گوشت ضائع ہو جائے۔ کیونکہ وہاں اَور تو کھانے والا ہے نہیں۔ یقیناً جنگل میں اَور نہیں ملا ہوگا۔ اگر کوئی مل بھی گئے ہوں گے تو چند ایک لوگ۔ پھر بھی کافی گوشت بچ گیا ہوگا جو ضائع گیا۔ اس کا فائدہ کوئی نہیں ہے۔ تو موقع محل کے لحاظ سے خرچ کرنا چاہیے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر رہے ہیں اور موقع محل کے لحاظ سے خرچ کر رہے ہو تو پھر بے فکر رہو کیونکہ ان کو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جیسا کہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کوئی فکر و غم نہیں ہوگا۔ بہرحال حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ''اس کے مقابل پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف تو آپ اس قدر سخی تھے کہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے صحابہؓ کہتے ہیں کہ رمضان کے دنوں میں آپ اس طرح سخاوت کرتے کہ گویا تیز آندھی چل رہی ہے'' مگر دوسری طرف سوچ سمجھ کر خرچ کرنے والے تھے۔

(خطبات محمود جلد 18 صفحہ 641، ماخوذ از بلوغ الارب فی معرفة احوال العرب جلد 1 صفحہ 74 ''حاتم الطائی''، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2020ء)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میرے پاس تہامہ کے پہاڑوں یعنی عرب کے ساحلی پہاڑوں کا جو سلسلہ ہے ان کے برابر سونا ہوتا تو میں وہ سب تم میں تقسیم کر دیتا اور تم مجھے جھوٹا یا بخیل نہیں پاؤ گے۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد 7 صفحہ 53، فی کرمہ وجودہ ﷺ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

ایک روایت ہے۔ حضرت ابوذرؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے میدان میں چلا جا رہا تھا کہ اتنے میں اُحد پہاڑ ہمارے سامنے آ گیا۔ آپؐ نے فرمایا: ابوذر! مَیں نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہؐ! آپؐ نے فرمایا: مجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ میرے پاس اس اُحد جتنا سونا ہو اور تیسری رات مجھ پر گزر جائے اور اس میں سے میرے پاس ایک دینار بھی موجود ہو سوائے کچھ اس کے جو میں نے قرض چکانے کے لیے رکھ چھوڑا ہو بلکہ مَیں ضرور ہی اللہ کے بندوں میں اسے اس طرح اور اس طرح اور اس طرح خرچ کر دوں۔ یعنی اپنے دائیں اور اپنے بائیں اور اپنے پیچھے۔ آپؐ چلے اور پھر فرمایا: وہ جو بہت مالدار ہیں وہی قیامت کے دن نادار ہوں گے۔ جو مالدار ہیں پیسے جوڑتے رہتے ہیں خرچ نہیں کرتے ضرورت مندوں پہ اور غریبوں پہ وہ قیامت کے دن نادار ہوں گے مگر وہ نہیں جو اس طرح، اس طرح خرچ کرے۔ جو خرچ کر رہا ہے وہ نادار نہیں ہوگا قیامت کے دن۔ یعنی اپنے دائیں اور اپنے بائیں اور اپنے پیچھے۔ اور وہ بہت ہی تھوڑے ہیں۔ ایسے لوگ آپؐ نے فرمایا بہت تھوڑے ہیں جو اللہ کی راہ میں اس طرح خرچ کرتے ہیں۔ جو مالدار ہیں وہ بخل نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مومن مالدار بے خوف ہو کر خرچ کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ انہیں اَور بھی نوازتا چلا جاتا ہے۔

(صحیح البخاری مترجم جلد 15 صفحہ 211-212 کتاب الرقاق باب قول النبی ﷺ ما یسرنی ان عندی مثل احد هذا ذهبا حدیث: 6444، نظارت اشاعت)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دو پہاڑوں کے درمیان جتنی بھی بکریاں تھیں مانگ لیں اور آپؐ نے اسے وہ عطا فرما دیں۔ پھر وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور کہا کہ اے میری قوم! اسلام لے آؤ۔ خدا کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو اتنا دیتے ہیں کہ غربت کا ڈر نہیں رہتا۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ بعض اوقات کوئی آدمی صرف دنیا کے لیے اسلام قبول کرتا تھا مگر جونہی اسلام قبول کرتا تو اسلام اسے دنیا و مافیہا سے بڑھ کر محبوب ہو جاتا تھا۔

(صحیح مسلم مترجم جلد 12 صفحہ 223-224، کتاب الفضائل باب ما سئل رسول الله ﷺ شیئا قط فقال لا حدیث نمبر 4262، نور فاؤنڈیشن)

حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کل کے لیے کوئی چیز بچا کر نہیں رکھتے تھے۔

(شمائل النبی ﷺ صفحہ 148 باب ما جاء فی خلق رسول الله ﷺ حدیث 339، نور فاؤنڈیشن)

حضرت عقبہ بن حارث نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی۔ پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے گھر گئے اور تھوڑی ہی دیر بعد باہر تشریف لائے۔ راوی کہتے ہیں کہ مَیں نے آپؐ سے پوچھا یا کسی اَور نے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ مَیں گھر میں صدقہ کے مال سے سونے کا ایک ٹکڑا چھوڑ آیا تھا۔ مَیں نے پسند نہ کیا کہ وہ رات بھر میرے پاس رہے۔ اس لیے مَیں نے اسے تقسیم کر دیا۔

(صحیح بخاری مترجم جلد 3 صفحہ 53-54، کتاب الزکوٰۃ باب من احب تعجیل الصدقة حدیث نمبر 1430، نظارت اشاعت)

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور آپؐ کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ مَیں نے سوچا کہ کسی تکلیف یا دَرد کی وجہ سے ایسا ہوگا۔ کہتی ہیں کہ مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! مَیں آپؐ کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا دیکھ رہی ہوں۔ کیا کسی تکلیف کی وجہ سے ایسا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں! ان سات دیناروں کی وجہ سے ہے جو ہمارے پاس شام کو آئے تھے اور رات گزر گئی اور ہم نے ان کو خرچ نہیں کیا۔ مَیں انہیں بستر کے کونے میں بھول گیا تھا اور جب مجھے یاد آیا تو مجھے اس کی سخت فکر پیدا ہوئی۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 630-631 حدیث نمبر 27207 مکتبہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

حضرت عقبہؓ سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مدینہ میں عصر کی نماز پڑھی۔ آپؐ نے سلام پھیرا اور جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور لوگوں کی گردنوں سے گزرتے ہوئے اپنی ازواجِ مطہرات کے ایک حجرے کی طرف گئے۔ لوگ آپؐ کی اس جلدی سے گھبرا گئے۔ پھر آپؐ ان کے پاس باہر آئے اور دیکھا کہ وہ آپؐ کی اس جلدی سے تعجب میں ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس کچھ سونا تھا جو مجھے یاد آیا اور مَیں نے پسند نہ کیا کہ وہ میری توجہ کو ذکر الٰہی سے روکے۔ اس لیے میں نے اسے تقسیم کرنے کے لیے کہہ دیا ہے۔

(صحیح البخاری مترجم جلد 2 صفحہ 252-253 کتاب الاذان باب من صلی بالناس، فذکر حاجة فتخطاهم روایت 851 ...... نظارت اشاعت)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

''آنحضرتؐ کی یہ حالت تھی کہ آپ کے پاس جو کچھ ہوتا وہ سخاوت کر دیا کرتے تھے۔ ایک بار آپ کے گھر میں ایک مُہر تھی آپؐ نے اس کو لے کر تقسیم کر دیا۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 323، ایڈیشن 2022ء)

اسی واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جگہ یہ اس طرح لکھا ہے کہ ''ایک دفعہ صدقات کا کچھ روپیہ آیا اور اسے تقسیم کرتے ہوئے ایک دینار کسی کونے میں گر گیا جسے اٹھانے کا آپ کو خیال نہ رہا۔ نماز کے بعد یاد آیا تو لوگوں کے اوپر سے پھاندتے ہوئے آپ جلدی سے اپنے گھر تشریف لے گئے۔ صحابہؓ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہؐ! کیا بات تھی۔ آپؐ نے فرمایا اس اس طرح ایک دینار تقسیم کرنے سے رہ گیا تھا مَیں نے چاہا کہ جس قدر جلدی ممکن ہو اسے بھی تقسیم کر دوں......غرض

مال و دولت کے باوجود آپؐ نے ایسی سیر چشمی اور استغناء ظاہر کی کہ دیکھ کر حیرت آتی ہے۔ جو کچھ آتا آپؐ خدا تعالیٰ کی راہ میں تقسیم کر دیتے۔'' (تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 478-479 ایڈیشن 2023ء)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین سے مال لایا گیا۔ آپؐ نے فرمایا: اسے مسجد میں ڈال دو۔ یہ سب سے زیادہ مال تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے نکلے اور آپؐ نے اس کی طرف توجہ نہیں کی۔ اس کی طرف دیکھا نہیں۔ جب آپؐ نماز ختم کر چکے تو آکر اس مال کے پاس گئے اور جس کسی کو بھی دیکھتے اس کو دیتے۔ اتنے میں آپؐ کے پاس حضرت عباسؓ آئے اور کہا: یا رسول اللہؐ! مجھے بھی دیجئے کیونکہ مَیں نے بدر کے دن اپنا فدیہ دیا تھا اور عقیل کا بھی فدیہ تھا۔ عقیل بن ابو طالب یہ حضرت عباسؓ کے بھتیجے تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ اس میں سے لے لو۔ تو انہوں نے دونوں ہاتھوں سے بھر بھر کے اپنے کپڑے میں ڈالا۔ پھر اس کو اٹھانے لگے مگر نہ اٹھا سکے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ! کسی کو حکم دیجئے کہ اس کو مجھے اٹھوا دے۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں! یہ نہیں ہوسکتا۔ انہوں نے کہا کہ پھر آپؐ اٹھا کر مجھ پر رکھ دیں۔ آپؐ نے کہا: نہیں! یہ بھی نہیں۔ اس پر انہوں نے اس میں سے کچھ نکال دیا۔ پھر اٹھانے لگے۔ پھر بھی نہ اٹھا سکے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ! کسی کو حکم دیجئے کہ اس کو مجھے اٹھوا دے۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ تو انہوں نے کہا پھر آپؐ ہی اٹھا کر مجھ پر رکھ دیں۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ اس پر انہوں نے اس میں سے کچھ اَور نکال دیا۔ پھر اسے اٹھا کر اپنے کندھے پر رکھ لیا اور چل دیے۔ جب چلے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل انہیں دیکھتے رہے جب تک کہ وہ ہم سے اوجھل نہ ہو گئے۔

ہر موقع پر آپؐ صحابہؓ کو اعتدال کی نصیحت کرتے تھے۔ ٹھیک ہے مَیں دیتا ہوں۔ لیکن اٹھاؤ تم اعتدال سے۔ چاہے وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو اعتدال ہونا چاہیے۔ جتنی ضرورت ہے اتنا لو۔ زیادہ نہیں لینا چاہیے۔ جو راوی ہے اس نے اس حدیث کے آخر میں یہ بھی لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اس حرص پر تعجب تھا۔

(صحیح البخاری مترجم جلد 1 صفحہ 517-518، کتاب الصلوٰۃ، باب القسمۃ وتعلیق القنو فی المسجد حدیث 421، نظارت اشاعت)

یہ راوی کا اپنا تاثر ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے نہیں دیکھ رہے ہوں گے کہ ان کی حرص پر تعجب تھا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ غربت کا زمانہ یاد آگیا جو صحابہؓ کی پرانی حالت تھی اور اس پر غور کرتے ہوئے انہیں دُور تک آپؐ دیکھتے رہے تھے کہ کس طرح یہ لوگ قربانیاں دیتے رہے، کس طرح ان پہ غربت کا زمانہ تھا اور آج اللہ تعالیٰ کس طرح ہمیں نواز رہا ہے۔ مختلف شارحین نے بھی، اسے راوی کی اپنی سوچ قرار دیا ہے۔ یہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعجب کیا کہ حرص کیوں کر رہا ہے بلکہ اَور خیالات کا ہی شارحین نے لکھا ہے۔

(الإفصاح عن معاني الصحاح جلد 5 صفحہ 323 دار الوطن)

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ

کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز مانگی گئی ہو اور آپؐ نے نہ کہا ہو۔

(صحیح مسلم مترجم جلد 12 صفحہ 222-223، کتاب الفضائل. باب في ما سئل رسول الله ﷺ شيئا قط فقال لا، و كثرة عطائه حدیث 4260، نور فاؤنڈیشن)

حضرت سَہل بن سعدؓ کہتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت حیا والے تھے۔ جب بھی آپؐ سے کچھ مانگا جاتا آپؐ عطا فرما دیتے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 7 صفحہ 50، فی کرمہ وجودہ ﷺ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

ابن ابی خَیثَمَہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ

حضرت علیؓ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرتے تو فرمایا کرتے کہ آپؐ عطا کرنے کے لحاظ سے سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 07 صفحہ 52، فی کرمه وجوده ﷺ، دار الکتب العلمیۃ 1993ء)

حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت بُردَہ (یہ چادر کی ایک قسم ہے) لے کر آئی اور کہا یا رسول اللہؐ! مَیں نے یہ اپنے ہاتھ سے بُنی ہے کہ مَیں آپؐ کو پہناؤں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ لے لی جیسے آپؐ کو اس کی ضرورت تھی۔ پھر آپؐ ہمارے پاس آئے اور وہی چادر ازار کے طور پر آپؐ نے پہنی ہوئی تھی، باندھی ہوئی تھی۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہؐ! یہ چادر مجھے پہننے کے لیے دے دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا: اچھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر مجلس میں بیٹھے رہے پھر اندر جا کر اسے تہ کیا اور اس شخص کے پاس بھیج دی۔ کپڑے بدل کے دوسری چادر پہن کے آ گئے۔ لوگوں نے اس سے کہا تُو نے آپؐ سے یہ مانگ کے اچھا نہیں کیا۔ تجھے علم ہے کہ آپؐ سائل کو ردّ نہیں کرتے۔ تو اس شخص نے کہا: بخدا! مَیں نے یہ اس لیے مانگی ہے کہ جب مَیں مر جاؤں تو یہ میرے لیے کفن ہو۔ لکھا ہے کہ حضرت سہلؓ نے کہا تھا تو وہی چادر پھر بعد میں ان کے کفن کے طور پر استعمال کی گئی۔

(صحیح البخاری مترجم جلد 4 صفحہ 58-59، کتاب البیوع باب: النسّاج، حدیث 2093، نظارت اشاعت)

ایک روایت میں ہے حضرت مِسْوَر بن مَخْرَمہؓ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ قبائیں تقسیم فرمائیں اور مَخْرَمہ کو کوئی قبا نہ دی۔ ان کے بیٹے مِسْوَر نے روایت کی ہے کہ مَخْرَمہؓ نے اپنے بیٹے کو کہا: اے میرے بیٹے! ہمارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو۔ مَیں ان کے ساتھ گیا۔ انہوں نے کہا اندر جاؤ اور آپؐ کو میرے پاس بلاؤ۔ خیر کہتے ہیں مَیں چھوٹا تھا۔ اندر گیا۔ آپؐ کو بلایا اور بتایا کہ میرا باپ آیا ہے۔ آپؐ ان کے پاس تشریف لائے اور ان میں سے ایک قبا آپؐ کے ہاتھ میں تھی۔ آپؐ نے فرمایا: مَیں نے تمہارے لیے یہ سنبھال کر رکھی تھی۔ تم شکوہ لے کے آئے تھے ناں۔ اس سے پہلے کہ وہ شکوہ کا اظہار کرتے آپؐ نے وہ چادر ان کو دے دی کہ مَیں نے تمہارے لیے یہ سنبھال کے رکھی ہوئی تھی۔ راوی کہتے ہیں کہ آپؐ نے مَخْرَمہ کی طرف دیکھا اور پھر فرمایا: یہ چادر تمہارے لیے ہے۔ مَخْرَمہ اس بات پہ خوش ہو گیا۔ (صحیح مسلم مترجم جلد 4 صفحہ 229۔ کتاب الزکاۃ باب اعطاء من سأل بفحش و غلظة حدیث 1736۔ نور فاؤنڈیشن) (فتح الباری جلد 10 صفحہ 281 کتاب اللباس بَابُ القَبَاءِ وَفُرُّوجِ حَرِيرٍ روایت 5800 مكتبة الملك فهد، ریاض 2001ء)

ایک اَور روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مَخْرَمہؓ کی آواز پہچان لی اور باہر تشریف لائے۔ بجائے یہ کہ بیٹا اندر جاتا آپؐ خود ہی باہر تشریف لے آئے۔ آپؐ کے پاس ایک قبا تھی۔ آپؐ اس کی خوبیاں ان کو دکھا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ مَیں نے یہ تمہارے لیے سنبھال کر رکھی ہوئی تھی۔ مَیں نے یہ تمہارے لیے سنبھال کر رکھی ہوئی تھی۔

(صحیح مسلم مترجم جلد 4 صفحہ 229۔ کتاب الزکاۃ باب اعطاء من سأل بفحش وغلظة حدیث 1737۔ نور فاؤنڈیشن)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا۔ آپؐ نے نجرانی چادر اوڑھ رکھی تھی جس کا کنارہ کھردرا تھا۔ آپؐ کو ایک بدوی شخص آملا اور اس نے آپؐ کی چادر کو بہت سختی سے کھینچا اور مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن کی ایک جانب دیکھا اور اس کے سختی سے کھینچنے کی وجہ سے اس چادر کے کنارے نے آپؐ کی گردن پر نشان ڈال دیا تھا۔ پھر اس نے کہا: اے محمدؐ! اللہ کا جو مال آپ کے پاس ہے اس میں سے مجھے بھی دئے جانے کا حکم دو۔ رسول اللہؐ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور ہنس پڑے اور پھر اسے عطا کرنے کا ارشاد فرمایا۔

(صحیح مسلم مترجم جلد 4 صفحہ 227-228 کتاب الزکاۃ باب اعطاء من سأل بفحش و غلظة حدیث 1735۔ نور فاؤنڈیشن)

اس کی تفصیل ایک جگہ یوں بیان ہوئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ مجلس میں بیٹھ کر باتیں کیا کرتے تھے۔ پھر آپؐ کھڑے ہو جاتے تو ہم بھی کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ آپؐ اپنے گھر، کسی زوجہ کے گھر میں چلے جاتے۔ ایک روز کہتے ہیں آپؐ ہم سے کلام فرما رہے تھے کہ آپؐ کے کھڑے ہونے پر ہم بھی کھڑے ہو گئے۔ ہم نے ایک بدو کو دیکھا جس نے آپؐ کو پکڑ کر آپؐ کی چادر کے ذریعے آپؐ کو کھینچا۔ اس پر آپؐ کی گردن سرخ ہو گئی۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ چادر بہت کھردری تھی۔ پھر جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف رُخ کیا تو اس بدو نے آپؐ سے کہا کہ میرے ان دونوں اونٹوں پر آپؐ مال لاد دیں کیونکہ آپؐ نہ ہی اپنے مال میں سے لاد کر دیں گے اور نہ ہی اپنے باپ کے مال میں سے۔ بڑی بدتمیزی سے بولا۔ راوی کہتے ہیں اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! اور مَیں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ نہیں! اور مَیں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ نہیں! اور مَیں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ ساتھ استغفار بھی کی اور کہا نہیں! مَیں اس وقت تک تمہیں نہیں دوں گا۔ یہ نہیں تھا کہ دوں گا نہیں۔ یہ شرط لگائی کہ اس وقت تک تمہیں نہیں دوں گا جب تک تم مجھے اپنے اس کھینچنے کا بدلہ نہیں دو گے۔ جو تم نے میری چادر کھینچی ہے اور میری گردن کو زخمی کر دیا ہے اس کا بدلہ دو۔ وہ بدو ہر بار کہتا تھا کہ بخدا! مَیں اس کا بدلہ نہیں دوں گا۔ اس نے کہا نہیں! مَیں کوئی بدلہ نہیں دوں گا۔ اس نے کہا کیونکہ آپؐ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں لیتے۔ اس نے یہ حربہ استعمال کیا۔ ہوشیار تھا بدو بھی کہ آپؐ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں لیتے۔ اس لیے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ مَیں بدلہ دوں۔ مَیں نے تو برائی کی ہے آپؐ تو نہیں بُرا کریں گے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو ارشاد فرمایا کہ اس کے دونوں اونٹوں میں سے ایک پر جَو اور دوسرے پر کھجوریں لاد دو۔ دونوں بھر دیں۔ نہ صرف اسے مال عطا فرمایا بلکہ اس کی زیادتی کو بھی معاف فرما دیا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الحلم و اخلاق النبی ﷺ حدیث نمبر 4775، شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية جلد 6 صفحه 25، الفصل الثانی: فیما اکرمه الله تعالیٰ به من الاخلاق الزکیة، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ہمارے پاس بحرین کا مال آیا تو مَیں تمہیں ایسے اور ایسے اور ایسے دوں گا۔ آپؐ نے دونوں ہاتھوں کو اکٹھا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ لیکن بحرین کا مال آنے سے قبل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔ پھر وہ مال آپؐ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا۔ آپؓ نے ایک اعلان کرنے والے کو حکم دیا کہ جس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ کوئی وعدہ یا قرض ہو تو اسے چاہیے کہ وہ آئے۔ اس پر میں کھڑا ہو گیا اور عرض کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر بحرین کا مال آیا تو مَیں تمہیں ایسے اور ایسے اور ایسے دوں گا۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے ایک اوک بھرا۔ ہاتھوں میں دونوں ہاتھ جوڑ کے بھرا۔ پھر مجھ سے فرمایا کہ اس کی گنتی کرو۔ چنانچہ مَیں نے گنا تو وہ پانچ سو درہم نکلے۔ پھر آپؓ نے فرمایا کہ اس سے دو گنا اَور لے لو۔ حضرت علاءؓ بن حَضرمیؓ جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین پر عامل مقرر فرمایا تھا انہوں نے بحرین سے یہ مال بھجوایا تھا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی حضرت علاءؓ اسی عہدے پر فائز رہے۔

(صحیح مسلم مترجم جلد 12 صفحہ 224-225، کتاب الفضائل باب ما سئل رسول الله صلی الله علیه وسلم شيئا قط فقال لا و كثرة عطائه، حدیث 4264، نور فاؤنڈیشن، شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية 4 صفحہ 556، فی أمرائه ورسله......، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

ہارون بن رِئابؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ستّر ہزار درہم آئے۔ یہ سب سے زیادہ مال تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ پھر یہ مال ایک چٹائی پہ رکھا گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ بانٹنے کے لیے کھڑے

ہوئے تو جو سوالی بھی آیا اسے آپؐ نے خالی ہاتھ نہ لوٹایا۔ یہاں تک کہ آپؐ نے وہ سارے کا سارا مال تقسیم کر دیا۔

(اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وآدابہ صفحہ 103-104 حدیث 97 مکتبہ دار اللؤلؤہ)

یہ اس روایت میں ہے۔ لیکن اس مال سے زیادہ بھی مال آتا رہا ہے۔ شاید راوی کے علم کے مطابق یہ سب سے زیادہ مال ہو یا جس وقت کی یہ روایت بیان کی جارہی ہے اس وقت تک یہ سب سے زیادہ مال ہو کیونکہ اس سے پہلی جو روایت ہے اس میں بحرین سے جو مال آیا تھا وہ اس سے بہت زیادہ تھا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ سے مانگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نصف وسق کا غلہ ادھار لے کر دیا۔ ایک وسق تقریباً ساٹھ صاع کا اور ایک صاع جو ہے اڑھائی سیر کے برابر ہوتا ہے۔ پھر ادھار والا شخص اس کا تقاضا کرنے آیا تو آپؐ نے اسے ایک وسق عطا فرمایا اور فرمایا: نصف اس کے قرض کی ادائیگی کے طور پر اور نصف اس کے لیے بطور تحفہ ہے۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ لقاضی عیاض صفحہ 77-78 فصل و اما الجود و الکرم ......دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء، لغات الحدیث جلد 2 صفحہ 648، جلد 4 صفحہ 487)

یہ قرض لوٹانے کا احسن طریقہ ہے۔ اس نے نصف وسق غلہ ادھار دیا تھا۔ لیکن آپ نے ادھار دینے والے کو پورا وسق دیا۔ یہ ہے قرض لوٹانے کا احسن طریقہ، نہ یہ کہ اصل قرض بھی لوٹانے میں لیت ولعل سے کام لیا جائے۔

حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کالے رنگ کا ایک اونی جُبّہ بنوایا گیا۔ ایک روز آپؐ وہ جبّہ پہنے ہوئے صحابہؓ میں تشریف لائے۔ آپؐ نے فرمایا: تم اسے نہیں دیکھتے کہ کتنا خوبصورت ہے۔ ایک دیہاتی نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ جبّہ مجھے عنایت فرما دیں اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا گیا ہو اور آپؐ نے "نہ" کہا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جبّہ اتار کر اسے دے دیا۔ (سبل الہدیٰ والرشاد جلد 7 صفحہ 53، فی کرمہ وجودہ ﷺ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

ایک بڑی خوبصورت روایت ہے۔ حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑا بیچنے والے سے چار درہم میں ایک قمیص خریدی۔ وہ قمیص پہن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو انصار میں سے ایک شخص نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے یہ قمیص پہنا دیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کو جنت کا لباس پہنائے۔ آپؐ نے وہ قمیص اتار کر اسے دے دی۔ پھر آپؐ دکاندار کے پاس گئے اور اس سے چار درہم میں ایک اَور قمیص خریدی۔ آپؐ کے پاس دو درہم باقی رہ گئے تھے۔ آپؐ کے پاس اس وقت دس درہم تھے۔ چار میں پہلی قمیص خریدی۔ پھر چار میں دوسری خریدی۔ دو درہم باقی رہ گئے۔ آپؐ نے راستے میں جب واپس آرہے تھے تو ایک لونڈی کو روتے ہوئے دیکھا۔ آپؐ نے اس سے رونے کی وجہ دریافت فرمائی۔ اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسولؐ! میرے گھر والوں نے مجھے دو درہم دیے تھے کہ مَیں اس سے آٹا خرید کے لاؤں مگر وہ مجھ سے کہیں گر گئے ہیں، گم ہو گئے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی ماندہ دو درہم اسے عطا فرما دیے۔ وہ پلٹی اور پھر رونے لگی۔ آپؐ نے اس سے دریافت فرمایا کہ وہ کیوں رو رہی ہے جبکہ اب دو درہم اس کے پاس ہیں۔ جا کے آٹا خرید لو۔ اس نے کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ اب وہ مجھے ماریں گے کہ اتنی دیر ہو گئی ہے کہاں تھی؟ آپؐ اس کے ساتھ اس کے گھر والوں کی طرف چل پڑے۔ آپؐ نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے آپؐ کی آواز پہچان لی مگر جواب دینے کی بجائے خاموشی اختیار کی۔ آپؐ نے دوبارہ سلام کیا۔ وہ پھر بھی خاموش رہے گھر والے۔ آپؐ نے تیسری بار سلام کیا۔ اس وقت انہوں نے آپؐ کے سلام کا جواب دیا۔ آپؐ نے ان سے دریافت فرمایا: کیا تم نے پہلی دفعہ سلام نہیں سنا تھا؟ انہوں نے عرض کی۔ ہم نے سنا تھا لیکن ہم نے پسند کیا کہ آپؐ ہم پر سلامتی بڑھاتے چلے جائیں۔ بار بار سلام دیں۔ آپ پر سلامتی ہو۔ یہ حرص تھی صحابہؓ کی۔ پھر انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! ہمارے ماں باپ آپؐ پر قربان! آپؐ کیسے تشریف لائے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: یہ بچی ڈر رہی تھی کہ تم اسے مارو گے۔ اس لونڈی کے آقا نے کہا: آپؐ کے اس کے ساتھ تشریف لانے کی وجہ سے مَیں نے اس لونڈی کو اللہ کی خاطر آزاد کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خیر اور جنّت کی بشارت دی اور پھر فرمایا:

اللہ نے ان دس درہموں میں بڑی برکت ڈالی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بھی اس سے قمیص پہنائی۔ اور ایک انصاری کو بھی قمیص پہنائی۔ اور ایک لونڈی کو بھی اس کی وجہ سے آزاد کرا دیا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی جلد 12 صفحہ 441-442، حدیث نمبر 13607، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرۃ)

حضرت عثمانؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو انگور کا ایک خوشہ بطور ہدیہ کے پیش کیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ کھجوروں کا ایک خوشہ تھا۔ پہلے ایک جگہ انگور ہے ایک جگہ کھجور ہے۔ بہرحال کہتے ہیں پھر ایک سائل آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اسے دے دیا۔ حضرت عثمانؓ نے اسے ایک درہم میں پھر خرید لیا۔ وہ خوشہ جو آپؓ لائے تھے کوئی خاص قسم کا ہوگا۔ کھجور اچھے ہوں گے۔ آپؓ نے ایک درہم میں اس سائل سے خرید کے دوبارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ پھر وہ سائل دوبارہ آ گیا تو آپؐ نے پھر اُسے دے دیا اور اسی طرح یہ معاملہ تین مرتبہ ہوا۔ حضرت عثمانؓ خریدتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کرتے تھے۔ وہ آکر دوبارہ مانگتا تھا تو آپؐ پھر اس کو دے دیتے تھے۔ بالآخر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نرمی سے اس مانگنے والے کو فرمایا اے فلاں! کیا تم سائل ہو یا تاجر؟ تم مانگنے آئے ہو۔ سوالی اس طرح تو نہیں کرتے۔ تم تو درہم بھی کمائے جا رہے ہو اور یہ تم تجارت کر رہے ہو۔

(تفسیر روح المعانی زیر آیت سورۃ الضحیٰ جلد 15 جزء 29-30 صفحہ 376 دار الکتب العلمیۃ)

آپؐ نے انکار نہیں کیا لیکن بڑے حکیمانہ رنگ میں نصیحت فرمائی کہ یہ عمل مناسب نہیں ہے جو تم کر رہے ہو۔

حضرت عبد اللہ بن سلامؓ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے زید بن سَعْنَہؓ کو ہدایت دینی چاہی تو زید بن سَعْنَہؓ نے کہا کہ جتنی بھی نبوت کی علامات تھیں وہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک میں نظر آئیں سوائے دو باتوں کے، جن کا مجھے پتہ نہیں چلا تھا کہ آپؐ میں ہیں یا نہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس نبی کا حلم اس کے غصّے پر غالب ہوگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جتنا بھی اس سے جہالت سے پیش آیا جائے وہ اَور بھی زیادہ حلم و بردباری میں بڑھے گا۔ اور مَیں اس کی جستجو میں رہا کہ کبھی موقع ملے تو ان علامتوں کو بھی آزماؤں۔ بہرحال آزمانا تو دوسرا تھا لیکن موقع اس طرح پیدا ہوا کہ زید بن سَعْنَہؓ کہتے ہیں کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر آئے۔ آپؐ کے ساتھ علی بن ابی طالبؓ تھے۔ اس دوران ایک سوار آیا جو بدوی یعنی دیہاتی لگتا تھا۔ اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! بنو فلاں کے گاؤں بُصریٰ کے لوگ مسلمان ہو گئے ہیں اور مَیں نے ان سے کہا تھا کہ اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو ان کو وافر رزق ملے گا۔ اب وہ بارش کی کمی کی وجہ سے قحط اور سختی سے دوچار ہیں۔ یا رسول اللہؐ! مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ حرص اور لالچ میں آکر اسلام سے نکل نہ جائیں جس طرح کہ وہ فراخئ رزق کی طمع پر مسلمان ہوئے تھے۔ اگر آپؐ مہربانی فرما دیں اور مناسب سمجھیں تو ان کی طرف کچھ بھیج کر ان کی مدد اور دلداری فرما دیں۔ آپؐ نے اس شخص کی طرف دیکھا۔ اور آنحضورؐ کے ہمراہ حضرت علیؓ تھے۔ انہوں نے بھی عرض کیا کہ اس وقت تو ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو مدد کے لیے فوری طور پر بھیجی جائے۔ زید بن سَعْنَہؓ کہتے ہیں کہ مَیں آپؐ کے قریب ہوا دیکھ رہا تھا۔ مَیں قریب کھڑا تھا اور کہا کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم کیا بنو فلاں کے باغ کی کھجوریں ایک طے شدہ مقدار اور طے شدہ مدت کی شرط پر بیچ سکتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا اے یہودی! یہ حضرت سَعْنَہ یہودی تھے۔ طے شدہ مقدار اور مدّت کی شرط پر کھجوریں تو بیچ سکتا ہوں لیکن یہ شرط نہیں مان سکتا کہ یہ کھجوریں فلاں بنو فلاں کے باغ کی ہی ہوں گی۔ مَیں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ چنانچہ آپؐ نے مجھ سے سودا کر لیا۔ مَیں نے اپنی تھیلی کھولی اور آپؐ کو سونے کے اسّی مثقال بطور پیشگی دے دیا کہ فلاں وقت اتنی کھجوریں آپؐ مجھے دے دیں گے۔ ایک مثقال تقریباً سوا چار گرام کا ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سونا اس شخص کو دے دیا جو مدد مانگنے کے لیے آیا تھا اور فرمایا: یہ ان مصیبت زدہ لوگوں میں برابر تقسیم کر دو اور اس کے ذریعے ان کی مدد کرو۔ زید بن سعنہؓ کہتے ہیں کہ ابھی مدّت مقررہ میں دو تین دن باقی تھے کہ مَیں آپؐ کے پاس آیا اور آپؐ کا گریبان پکڑا اور چادر کھینچی اور بڑے غصّے کی حالت بنا کر کہا کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم کیا میرا حق ادا نہیں کرو گے؟ خدا کی قسم! مَیں بنو عبد المطلب کی اس عادت کو اچھی طرح جانتا ہوں کہ قرض ادا کرنے میں بڑے بُرے ہیں اور تمہاری ٹال مٹول کی عادت کا بھی مجھے علم ہے اور اس کا مجھے تجربہ ہے۔ حالانکہ یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ لیکن بہرحال دشمن تھا۔ اُس وقت تو دل میں دشمنی تھی ناں یا آزمانا چاہتا تھا۔ بہرحال انہوں نے یہ کیا۔ یہ کہتے ہیں کہ اس وقت میں عمرؓ کی طرف جو پاس ہی تھے دیکھ رہا تھا کہ غصے کے مارے ان کی آنکھیں یوں گھوم رہی تھیں جس طرح گھومنے والی پھرکی ہوتی ہے۔ انہوں نے یعنی حضرت عمرؓ نے بڑی تیز غصے سے بھری نظروں سے مجھے دیکھا اور کہا: اے اللہ کے دشمن! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تُو ایسا کہتا ہے جو میں سن رہا ہوں اور اس طرح گستاخی سے پیش آتا ہے جسے مَیں دیکھ رہا ہوں۔ اس خدا کی قسم جس نے اس کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! اگر مجھے ان کا ڈر نہ ہوتا تو مَیں اپنی تلوار سے تیرا سر اڑا دیتا۔ کہتے ہیں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے اطمینان اور تسلی کے ساتھ عمرؓ کی طرف دیکھ رہے تھے اور تبسم فرما رہے تھے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! اس غصّے کے بجائے مَیں اور یہ ہم دونوں اس بات کے زیادہ لائق ہیں کہ تُو مجھے حسن ادائیگی کے لیے اور اسے حسن تقاضا کے لیے کہے۔ اے عمر! اسے لے جاؤ اور اسے اس کا حق دے دو بلکہ بیس صاع زیادہ کھجوریں دے دینا۔ مَیں نے کہا: اے عمر! یہ زیادہ کس لیے؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا تھا کہ جو سختی مَیں نے کی ہے اس کے عوض میں تجھے زیادہ ادا کروں۔ مَیں نے عمرؓ سے کہا آپ جانتے ہیں کہ میں کون ہوں؟ عمرؓ نے کہا نہیں۔ آپ کون ہیں؟ مَیں نے کہا کہ مَیں زید بن سَعْنَہ ہوں۔ عمرؓ نے پوچھا وہ حِبر یعنی یہود کا بڑا عالم؟ مَیں نے جواب دیا: ہاں! یہود کا عالم۔ اس پر عمرؓ نے کہا: اتنے بڑے عالم ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گستاخی کا یہ طریق تم نے کیوں اختیار کیا؟ مَیں نے جواب دیا کہ اے عمر! جتنی بھی علاماتِ نبوت تھیں جب مَیں نے آپؐ کو دیکھا تو وہ مجھے آپؐ میں نظر آئیں سوائے دو علامات کے جن کا مجھے پتہ نہیں چلا۔ ایک یہ کہ کیا اس نبی کا حلم اس کے غصہ پر غالب ہے۔ دوسرے یہ کہ جتنا زیادہ ان سے تلخی اور جہالت سے پیش آیا جائے اتنا ہی زیادہ وہ حلم اور بردباری سے پیش آئیں گے۔ پس مَیں نے ان دونوں باتوں کی آزمائش کی ہے۔ اے عمر! مَیں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ مَیں اللہ کو اپنا ربّ اور اسلام کو اپنا دین، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی ماننے پر خوش ہوں اور مَیں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا آدھا مال کیونکہ مَیں ایک مالدار شخص ہوں، اُمّتِ محمد کے لیے صدقہ ہے۔ اس پر عمرؓ نے کہا بعض اُمّتِ محمدیہ کے لیے کہو کیونکہ ساری اُمّت کا تو کوئی شمار ہی نہیں۔ ان کے لیے مال کیسے پورا آ سکتا ہے؟ مَیں نے کہا: اچھا! ان میں سے بعض کے لیے صدقہ ہے۔ پھر زیدؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا: مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ مَیں اس پر ایمان لاتا ہوں۔ اس طرح زیدؓ نے آپؐ کی تصدیق اور بیعت کی اور کئی جنگوں میں آپؐ کے ساتھ شریک رہے یہاں تک کہ غزوۂ تبوک سے واپس آتے ہوئے راستے میں ہی زیدؓ کی وفات ہوئی۔

(مستدرک علی الصحیحین للحاکم جزء 4 صفحہ 328-329 کتاب معرفۃ الصحابۃ باب ذکر اسلام زید بن سعنہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ حدیث 6665، دار الفکر بیروت 2002ء، https://en.wikipedia.org/wiki/Mithqal)

یہودی عالم تھے۔ نیک فطرت تھی۔ آپؐ کو دیکھ کے اور ساری علامتیں دیکھ کے اسلام قبول کر لیا۔

یہ ہے آپؐ کا حسنِ خلق کہ نہ صرف قرض لے کر ایک قوم کو بھوک سے نجات دلوائی بلکہ اپنے اخلاق سے ایک یہودی عالم کو بھی مسلمان بنا لیا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

☆......☆......☆

سیرت النّبی ﷺ

از تحریرات و فرمودات

(سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

(تحقیق و ترتیب: مکرم آصف احمد خان صاحب)

(قسط نمبر 14)

باب دوم

مصداق اسم احمد:

زندگی بخش جام احمد ہے
کیا ہی پیارا یہ نام احمد ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا
سب سے بڑھ کر مقام احمد ہے

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

پھر آپ کا ایک اور نام بھی رکھا گیا۔ وہ احمد ہے؛ چنانچہ حضرت مسیح نے اسی نام کی پیش گوئی کی تھی۔ مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ (الصّف: 7) یعنی میرے بعد ایک نبی آئے گا۔ جس کی میں بشارت دیتا ہوں اور جس کا نام احمد ہوگا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حد سے زیادہ تعریف کرنے والا ہوگا۔ اس لفظ سے صاف پایا جاتا ہے اور سچی بات بھی یہی ہے کہ کوئی اسی کی تعریف کرتا ہے جس سے کچھ لیتا ہے اور جس قدر زیادہ لیتا ہے اسی قدر زیادہ تعریف کرتا ہے۔ اگر کسی کو ایک روپیہ دیا جاوے تو وہ اسی قدر تعریف کرے گا اور جس کو ہزار روپیہ دیا جاوے وہ اسی انداز سے کرے گا۔ غرض اس سے واضح طور پر پایا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے زیادہ خدا کا فضل پایا دراصل اس نام میں ایک پیش گوئی ہے کہ یہ بہت ہی بڑے فضلوں کا وارث اور مالک ہوگا"

(ملفوظات [2003 ایڈیشن] جلد 1 صفحہ 422-423)

اسم احمد و محمد سے مراد دو صفات:

فرمایا: "آپ کے مبارک ناموں میں ایک سر یہ ہے کہ محمد اور احمد جو دو نام ہیں ان میں دو جدا جدا کمال ہیں۔ محمد کا نام جلال اور کبریائی کو چاہتا ہے۔ جو نہایت درجہ تعریف کیا گیا۔ اور اس میں ایک معشوقانہ رنگ ہے۔ کیونکہ معشوق کی تعریف کی جاتی ہے۔ پس اس میں جلالی رنگ ہونا ضروری ہے۔ مگر احمد کا نام اپنے اندر عاشقانہ رنگ رکھتا ہے، کیونکہ تعریف کرنا عاشق کا کام ہے۔ کیونکہ وہ اپنے محبوب اور معشوق کی تعریف کرتا رہتا ہے۔ اس لئے جیسے محمد محبوبانہ شان میں جلال اور کبریائی کو چاہتا ہے اسی طرح احمد عاشقانہ شان میں ہو کر غربت اور انکساری کو چاہتا ہے۔ اس میں ایک سرّ یہ تھا کہ آپ کی زندگی کی تقسیم دو حصوں پر کر دی گئی۔ ایک تو مکی زندگی جو ۱۳ برس کے زمانہ کی ہے اور دوسری وہ زندگی جو مدنی زندگی ہے اور وہ دس برس کی ہے۔ مکہ کی زندگی میں اسم احمد کی تجلی تھی۔ اس وقت آپ کی دن رات اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ و بکاء اور طلب استعانت اور دعا میں گزرتی تھی۔ اگر کوئی شخص آپ کی اس زندگی کے بسر اوقات پر پوری اطلاع رکھتا ہو، تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ جو تضرع اور زاری آپ نے اس کی زندگی میں کی وہ کبھی کسی عاشق نے اپنے محبوب و معشوق کی تلاش میں کبھی نہیں کی اور نہ کر سکے گا۔ پھر آپ کی تضرع اپنے لیے نہ تھی۔ بلکہ یہ تضرع دنیا کی حالت کی پوری واقفیت کیوجہ سے تھی۔ خدا پرستی کا نام و نشان چونکہ مٹ چکا تھا۔ اور آپ کی روح اور خمیر میں اللہ تعالیٰ میں ایمان رکھ کر ایک لذت اور سرور آچکا تھا۔ اور فطرتاً دنیا کو اس لذت اور محبت سے سرشار کرنا چاہتے تھے۔ ادھر دنیا کی حالت کو دیکھتے تھے تو ان کی استعدادیں اور فطرتیں عجیب طرز پر واقعہ ہو چکی تھیں اور بڑے مشکلات اور مصائب کا سامنا تھا۔ غرض دنیا کی اس حالت پر آپ گریہ و زاری کرتے تھے اور یہاں تک کرتے تھے کہ قریب تھا کہ جان نکل جاتی۔ اسی کی طرف اشارہ کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ (الشعراء: 4) یہ آپ کی متضرعانہ زندگی تھی۔ اور اسم احمد کا ظہور تھا۔ اس وقت آپ ایک عظیم الشان توجہ میں پڑے ہوئے تھے۔ اس توجہ کا ظہور مدنی زندگی اور اسم محمد کی تجلی کے وقت ہوا"

(ملفوظات [2003 ایڈیشن] جلد 1 صفحہ 423)

مظہر رحمانیت و رحیمیت

آپ نے اسم محمد کو صفت رحمانیت کا مظہر اور اسم احمد کو صفت رحیمیت کا مظہر قرار دیا ہے۔ رحمٰن جلال کو ظاہر کرتا ہے اور رحیم جمال کا مظہر ہے۔ اس لطیف نکتہ کو آپ نے نہایت وضاحت و صراحت سے بیان فرمایا ہے۔

"یہی وجہ ہے کہ احمد کا نام مظہر جمال ہے اور اس کے مقابل پر محمد کا نام مظہر جلال ہے۔ وجہ یہ کہ اسم محمد میں سرّ محبوبیت ہے کیونکہ جامع محامد ہے اور کمال درجہ کی خوبصورتی اور جامع المحامد ہونا جلال اور کبریائی کو چاہتا ہے۔ لیکن اسم احمد میں سرّ عاشقیت ہے۔ کیونکہ حامدیت کو انکسار اور عشقی تذلل اور فروتنی لازم ہے۔ اسی کا نام جمالی حالت ہے اور یہ حالت فروتنی کو چاہتی ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں شانِ محبوبیت بھی تھی جس کا اسم محمد مقتضی ہے۔ کیونکہ محمد ہونا یعنی جامع جمیع محامد ہونا شان محبوبیت پیدا کرتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں شانِ محبیت بھی تھی جس کا اسم احمد مقتضی ہے۔ کیونکہ حامد کے لئے محب ہونا ضروری ہے"

اربعین نمبر 4 روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 447-448)

اُمت کے لئے وصیت:

(سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اسم محمد اور اسم احمد کے بارے ایک اہم نکتہ یہ بیان فرمایا ہے کہ ان دو مقدس ناموں میں اُمت کے لئے نصیحت و وصیت ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

فَبُشْرٰی لَنَا مَعْشَرَ الْإِسْلَامِ قَدْ بُعِثَ لَنَا نَبِيٌّ بِهٰذِهِ الصِّفَةِ، وَبِهٰذَا الْكَمَالِ التَّامِّ، وَسُمِّيَ أَحْمَدَ وَمُحَمَّدَ مِنَ اللهِ الْعَلَّامِ، لِيَكُونَ بِذَانِ الْاِسْمَانِ بَلَاغًا لِلْأُمَّةِ وَتَذْكِيرًا لِهٰذَا الْمَقَامِ. الَّذِي هُوَ مَقَامُ الْفَنَاءِ وَالْاِنْقِطَاعِ وَالْاِنْعِدَامِ، لِتَرْغَبَ الْأُمَّةُ فِي هٰذِهِ الصِّفَاتِ وَتَتَّبِعَ اسْمَي خَيْرِ الْأَنَامِ. وَقَدْ نُدِبَ عَلَيْهِمَا إِذْ قِيلَ حِكَايَةً عَنِ الرَّسُولِ: فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللهُ فَابْتَزَّتْ أَرْوَاحُنَا عِنْدَ وَعْدِ بِهٰذَا الْجَزَاءِ وَالْإِنْعَامِ، وَقُلُوبُنَا مُلِئَتْ شَوْقًا وَصَارَتْ أَشْكَالُهَا كَكُؤُوسِ الْمُدَامِ. وَمَا أَعْظَمُ شَأْنِ رَسُولٍ مَا خَلَا اسْمُهُ مِنْ وَصِيَّةٍ لِلْأُمَّةِ، بَلْ مَلَآءٌ مِنْ تَعْلِيمِ الطَّرِيقَةِ، وَيَهْدِي إِلَى طُرُقِ الْمَعْرِفَةِ، وَأُشِيرَ فِي اسْمَيْهِ إِلَى مُنْتَهَى مَرَاحِلِ سُبُلِ حَضْرَةِ الْعِزَّةِ، وَأَوْمَى إِلَى نُقْطَةٍ خُتِمَ عَلَيْهَا سُلُوكُ أَهْلِ الْمَعْرِفَةِ. اللّٰهُمَّ فَصَلِّ عَلَيْهِ وَسَلِّمْ، وَآلِهِ الْمُطَهَّرِينَ الطَّيِّبِينَ، وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ هُمْ أُسُدُ مَوَاطِنِ النَّهَارِ وَرُهْبَانُ اللَّيَالِي وَنُجُومُ الدِّينِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ۔

ترجمہ: پس ہم جو اسلام کا گروہ ہیں ہمیں خوشخبری ہو کہ ہمیں احمدیت اور محمدیت کی صفت والا نبی ملا اور اس کا نام خدا تعالیٰ کی طرف سے احمد اور محمد ہوا تا کہ اس کے دونوں نام اُمت کے لئے ایک تبلیغ ہو اور اس مقام کے لئے یہ ایک یاددہانی ہو۔ وہ مقام جو فنا اور غیر اللہ سے منقطع ہونے اور معدوم ہونے کا مقام ہے تا کہ اُمت ان صفتوں میں رغبت کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دونوں ناموں کی پیروی کرے۔ اور پیروی کے لئے قرآن شریف میں بلایا گیا ہے جبکہ رسول کی زبان سے کہا گیا کہ آؤ میری پیروی کرو تا خدا تم سے پیار کرے۔ پس یہ سن کر کہ یہ انعام ملے گا ہماری روحیں جنبش میں آئیں اور ہمارے دل شوق سے بھر گئے اور ان کی شکلیں یوں ہو گئیں جیسا کہ شراب سے بھرے ہوئے کوزے ہوتے ہیں۔ اور اس رسول کی کیا ہی بلند شان ہے جس کا نام بھی وصیت سے خالی نہیں بلکہ خدا جوئی کے طریقہ کی اس سے تعلیم ملتی ہے اور معرفت کی راہوں کی طرف وہ ہدایت کرتا ہے۔ اور اس میں اس نقطہ کی طرف اشارہ ہے جس پر اہلِ معرفت کے سلوک ختم ہوتے ہیں اور نیز خدا شناسی کے آخری مقام کی طرف اشارہ ہے۔ پس اے خدا! اس نبی پر سلام اور درود بھیج اور اس کے آل پر جو مطہر اور طیب ہیں اور اس کے اصحاب پر جو دن کے میدانوں کے شیر اور راتوں کے راہب ہیں اور دین کے ستارے ہیں۔ خدا کی خوشنودی ان سب کے شامل حال ہے۔

(نجم الہدیٰ، روحانی خزائن، جلد 14، صفحہ 16-17)

(سیرت النبی ﷺ، صفحہ 49 تا 52، مطبوعہ کینیڈا 2018)

☼☼☼

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
SK ABDUL QADIR
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2025

سوشل میڈیا کا صحیح استعمال اور مضرات سے اجتناب

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں

(کے طارق احمد ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد نور الاسلام قادیان) (قسط نمبر 2۔ آخری)

بقیہ مضمون از شمارہ نمبر 18 جون 2026:

حضرات! یہ بات بھی حقیقت ہے کہ صرف نوجوانوں کو سوشل میڈیا کے غلط اثرات سے روکنا کافی نہیں، بلکہ اس کا مثبت اور صحت مند متبادل فراہم کرنا بھی ضروری ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ نوجوان سوشل میڈیا کے بے فائدہ یا نقصان دہ مواد سے بچیں تو ہمیں انہیں سوشل میڈیا کے دینی، علمی، معرفت اور تربیتی مواد سے جوڑنے کے مواقع دینے ہوں گے۔ سوشل میڈیا کے منفی اثرات سے بچنے کا ایک مؤثر طریق یہ بھی ہے کہ ہم اپنی توجہ ان روحانی ذرائع کی طرف منتقل کریں جو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں خلافت کی برکت سے ہمارے لیے مسخر کر رکھے ہیں۔ خلیفۃ المسیح کے خطبات، ارشادات، خطابات اور روحانی مجالس کو دیکھنے، سننے اور پڑھنے کے لیے آج بے شمار جدید ذرائع موجود ہیں، جن کی بدولت تربیت کے راستے پہلے سے کہیں زیادہ آسان بنا دئے گئے ہیں۔ ایم ٹی اے کے سیٹلائٹ چینلز، یوٹیوب، موبائل ایپس، اور جماعتی اخبارات ورسائل جیسے بدر، الحکم اور الفضل، جہاں حضورِ انور کے خطبات، دورہ جات کی رپورٹس، ملاقاتوں اور رہنمائی کی تفصیلات شائع ہوتی ہیں، یہ سب ایسے وسائل ہیں جو خلافت سے جوڑتے ہیں، ایمان کی پختگی پیدا کرتے ہیں اور روحانی تازگی عطا کرتے ہیں۔ پس جب سوشل میڈیا بے مقصد مصروفیت اور ذہنی آلودگی کا ذریعہ بن سکتا ہے، تو اس کا بہترین حل یہ ہے کہ ہم انہی جدید ذرائع کو خلافت کی آواز سننے، دینی علم سیکھنے اور اپنی و اپنی اولاد کی تربیت کے لیے استعمال کریں۔ وسائل کی کمی نہیں، ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ ہم ان سے فائدہ اٹھانا شروع کریں۔

MTA پر ہر جمعۃ المبارک کے روز This Week with Huzur کا پروگرام نشر ہوتا ہے جس میں حضور انور کی ہفتہ بھر کی مصروفیات اور میٹنگز کے دوران اہم ہدایات کا اجمالی رنگ میں تذکرہ ہوتا ہے۔ اس روحانی مائدہ سے سیراب ہوکر نونہالان جماعت اپنے اخلاقی، تربیتی اور روحانی معیار کو بلند تر کر سکتے ہیں۔ Friday Sermon For Kids کا پروگرام ایم ٹی اے پر اور یوٹیوب میں دستیاب ہوتا ہے جس میں بچوں کو بھی حضور انور کے خطبات جمعہ سے استفادہ کی ترغیب دلائی جائے اور حضور انور کے خطبات جمعہ سے نوٹس نکالنے اور ان حقائق ومعارف کی باتوں کو سلیس زبان میں سمجھانے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ ایم ٹی اے کے مختلف دلچسپ ڈاکومنٹریز، معلوماتی ڈسکشن پروگرامز، دروس اور بچوں کی دلچسپی کے پروگرامز ہوتے ہیں جن کی طرف بچوں اور نوجوانوں کی توجہ کو مبذول کرنے کی ضرورت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سوشل میڈیا کے بداثرات سے بچانے کے لئے نوجوانوں کو متبادل مصروفیات مہیا کرنے کے بارہ میں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’آجکل سوشل میڈیا پر بہت سی برائیاں جنم لے رہی ہیں۔ نوجوان لڑکے لڑکیاں ماں باپ کے سامنے خاموشی سے چیٹنگ کر رہے ہوتے ہیں۔ پیغامات کا اور تصاویر کا تبادلہ ہو رہا ہوتا ہے۔ نئے نئے پروگراموں میں اکاؤنٹ بنائے جاتے ہیں اور سارا سارا دن فون، آئی پیڈ اور کمپیوٹر وغیرہ پر بیٹھ کر وقت ضائع کیا جاتا ہے۔ اس سے اخلاق بگڑتے ہیں، مزاج میں چڑچڑاپن پیدا ہونے لگتا ہے اور بچے دیکھتے ہی دیکھتے ہاتھوں سے نکل جاتے ہیں۔ ان ساری باتوں پر نظر رکھنے اور انہیں محدود کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے آپ کو ان کے لئے متبادل مصروفیات بھی سوچنا ہوں گی۔ انہیں گھریلو کاموں میں مصروف کریں۔ جماعتی خدمات میں شامل کریں اور ایسی مصروفیات بنائیں جو ان کے لئے اور معاشرہ کے لئے مثبت اور مفید ہوں۔‘‘

(پیغام برموقع سالانہ اجتماع لجنہ اماءاللہ جرمنی 10/جولائی 2016ء)

آج کے دور میں نوجوانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ سوشل میڈیا پر وقت ضائع کرنے کی بجائے جماعتی علمی، تربیتی اور تحقیقی مواد سے استفادہ کریں، کیونکہ حقیقی طاقت ذہن اور علم کی بالیدگی میں ہے نہ کہ لامتناہی اسکرولنگ میں۔ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کا عظیم فضل ہے کہ جماعت میں ایسی بے شمار کتب اور مواد موجود ہیں جو نہ صرف ایمان مضبوط کرتے ہیں بلکہ فکر وبصیرت کی دنیا بھی وسیع کرتے ہیں اور ہماری عقلوں کو روشن کرتے ہیں۔ چند کتب جنہیں ہم نوجوانوں کو ہمیشہ اپنے مطالعہ میں رکھنے کی ضرورت ہے وہ میں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں یہ اکثر کتب انگریزی زبان میں بھی الاسلام ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔ قرآن کریم کی گہری فہم کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ترجمۃ القرآن کلاسز کو یوٹیوب پر باقاعدگی سے سنیں، Five Volume Commentary کا مطالعہ کریں، اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ’’تفسیر سورۃ الفاتحۃ‘‘ کے مطالعہ سے اپنے آپ کو قرآنی علوم سے آراستہ کریں۔ مزید علمی اور تحقیقی گہرائی کے لیے Revelation, Rationality, Knowledge & Truth کا مطالعہ کریں۔ اسلامی تاریخ اور احمدیت کے بنیادی علم کے لیے دیباچہ تفسیر القرآن، خلافت راشدہ، اسلام میں اختلافات کا آغاز، سیرت خاتم النبیینؐ کی تین جلدیں، حضرت احمد علیہ السلام (تصنیف حضرت مصلح موعودؓ)، حضرت حکیم مولوی نورالدینؓ از چوہدری ظفر اللہ خان صاحب، فضل عمر از شیخ مجیب الرحمٰن صاحب اور "A Man of God" از این ایڈمسن نہ صرف اسلام اور احمدیت کی تاریخ ہیں بلکہ روحانی ترقی کا خزانہ ہیں۔ اسلامی تعلیمات کی حقیقت اور اس کی بنیادی سمجھ کے متعلق جانکاری حاصل کرنے کے لئے An Elementary Study of Islam اور Salat-The Muslim Prayer Book نوجوانوں کے لیے بہترین رہنما ہیں۔ اسلامیات میں پختگی کے لیے اسلامی اصول کی فلاسفی، عصر حاضر کے مسائل اور ان کا حل، مذہب کے نام پر خون، Our God از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اور ہستی باری تعالیٰ کے دس دلائل جیسی کتب ایمان کی مضبوطی کی بنیاد بن سکتی ہیں۔ اسی طرح تبلیغی صلاحیت بڑھانے کے لیے World Crisis and the Pathway to Peace، اسلام کا اقتصادی نظام، A Message for our time اور پیغامِ صلح جیسی کتب نہایت مفید ہیں۔ اور اپنی روحانی تربیت اور عملی زندگی کو سنوارنے کے لیے کشتی نوح، ضرورت الامام، اصلاح اعمال اور ہماری ذمہ داریاں، شرائط بیعت اور ایک احمدی کی ذمہ داریاں جیسی کتب ہر نوجوان کے لیے مستقل ذوقِ مطالعہ کا حصہ ہونا چاہئے۔ اگر ہمارے نوجوان اپنا روزانہ کچھ وقت ان ذرائع کے لیے نکالیں تو وہ نہ صرف سوشل میڈیا کی آلودگیوں سے محفوظ رہیں گے بلکہ علم، فکر، عمل اور قربِ الٰہی کے میدانوں میں بھی نمایاں ترقی پائیں گے۔

اسی طرح بھارت میں جماعت کے اپنے سوشل میڈیا پلیٹ فارمز مثلاً ایڈیشنل نظارت اصلاح وارشاد نور الاسلام، ایم ٹی اے انڈیا، شعبہ پریس اینڈ میڈیا بھارت کے سوشل میڈیا ہینڈلز ہیں اور لائٹ آف اسلام ویب سائٹ موجود ہے، جن پر اعلیٰ معیاری دینی، علمی اور تبلیغی مواد مسلسل شائع ہوتا ہے۔ نوجوان اگر ان ذرائع کو اپنائیں تو نہ صرف یہ وقت کا بہترین استعمال ہوگا بلکہ ایمان، علم اور فکر میں بھی مضبوطی پیدا ہوگی۔ اس کے علاوہ جماعت کے مرکزی رسائل اخبار بدر، ریویو آف ریلیجنز اور الحکم ہے جنہیں باقاعدگی سے پڑھنے کی عادت بھی حقیقی روحانی ترقی اور فکری پختگی کا ذریعہ ہے۔ یہ سب سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کے ایسے متبادل ہیں جو نوجوانوں کو مصروف بھی رکھتے ہیں اور محفوظ بھی۔

حضرات! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے زمانہ میں بارہا اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اس دور میں جو نئی ایجادات ظہور میں آرہی ہیں، وہ دراصل اسلام اور احمدیت کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید و نصرت کے نشان ہیں۔ دور جدید کے سائنسی ایجادات میں سے خاص طور پر اس وقت سوشل میڈیا ہی رائج الوقت ایسا واحد ذریعہ ہے جو اسلام کی حقانیت اور حضرت محمد ﷺ کے فیضان کو برق رفتاری سے کل عالم تک پھیلانے کے لئے اور پہنچانے کے لئے بہت مدد و معاون اور سودمند ثابت ہو رہا ہے۔

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’ہر ذریعہ تبلیغ کو استعمال کرنے کی کوشش کریں۔ جدید ذرائع کا استعمال نوجوان زیادہ بہتر طور پر کر سکتے ہیں۔ مختلف ویب سائٹس ہیں ان میں مختلف قسم کے بیہودہ اعتراضات آتے ہیں ان کو سچائی کے پیغام سے بھر دیں۔ اگر علم میں کمی ہے تو اپنے بڑوں اور مبلغین سے مدد لیں۔ آج دنیا میں رہنے والے ہر خادم کو ان مہمات کا حصہ بننے کی ضرورت ہے۔ تبھی توحید کے قیام میں حقیقی کردار ادا کر سکیں گے۔ مسیح محمدی کے خدام تو نئے ذرائع کے ذریعہ سے تمام دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔ پس اس بات پر خاص توجہ دیں۔‘‘ (خطبہ جمعہ 24/ستمبر 2010ء)

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماع پر 18/ستمبر 2017ء کے خطاب میں نوجوانوں کو نصیحت کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ:

’’ہمارے نوجوان بھی فضولیات اور لغویات اور لہو ولعب کے پیچھے چل پڑے تو دنیا کے طالبانِ حق کو کون سنبھالے گا؟ اگر احمدی نوجوانوں کے کانوں میں ہر وقت آج کل کی ایجادات MP3 یا دوسرے ذرائع سے میوزک اور گانے سننے کے لئے Earphone لگے رہے تو آپ کے ماحول میں نیکیوں کو کون پھیلائے گا؟ کون ہوگا جو نیکیوں میں آگے بڑھ کر پھر پیچھے رہنے والوں کو اوپر کھینچنے کی کوشش کرے

گا۔ اپنی ذات میں MP3 ایک الیکٹرانک کی جو دوسری ایجادات میں بری نہیں ہیں۔ ان کا غلط استعمال برا ہے۔ ان کا صحیح استعمال ان میں دین کے حق میں مضبوط دلائل بھر کر کریں۔ پھر کانوں میں لگائیں اور سنیں تاکہ دلائل آپ کو یاد ہوں۔‘‘

سوشل میڈیا کے موجودہ دور میں اسلام اور احمدیت کے خلاف بے بنیاد اعتراضات، غلط فہمیاں اور الزام تراشی عام ہوتی جارہی ہے۔ خصوصاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذاتِ اقدس پر جھوٹے اور من گھڑت الزامات لگائے جاتے ہیں۔ ایسے ماحول میں ہماری غیرتِ ایمانی کا تقاضا ہے کہ ہم خاموش تماشائی نہ رہیں بلکہ مدلل، شائستہ اور جماعتی مطبوعہ مواد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان اعتراضات کا علمی رد کریں۔ یہی وہ جذبہ ہے جس کی آج سب سے زیادہ ضرورت ہے کہ ہم مثبت انداز میں سوشل میڈیا کے میدان میں اسلام اور احمدیت کا دفاع کرتے ہوئے حق کی آواز کو بلند کریں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے Islam in India کے یوٹیوب چینل میں مختلف اعتراضات کے مدلل اور ٹھوس جوابات جماعتی طور پر دئے جارہے ہیں۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان جوابات کو پہلے سنیں اور خود اپنے علم میں اضافہ کریں۔ اور ان جوابات کو زیادہ سے زیادہ لوگوں کے ساتھ شیئر کریں اور جہاں پر بھی ایسے اعتراضات ہمیں نظر آئیں ان پلاٹ فارمز میں بھی ایسے اعتراضات کے جوابات کو شیئر کریں۔

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سوشل میڈیا کے ذریعہ تبلیغ کے حوالہ سے نئی نسل کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں ہماری جماعت کے فائدہ کے لئے جدید مواصلاتی نظام اور میڈیا جیسے ذرائع ابلاغ کی سہولیات مہیا کردی ہیں۔ دنیا کے ہر کونہ میں اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے یہ ذرائع بہت اہم ثابت ہورہے ہیں۔ جیسا کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ ہماری جماعت کا پیغام زمین کے کناروں تک پہنچ رہا ہے۔ تاہم یہ صورتحال ہماری ذمہ داری کو مزید بڑھا دیتی ہے کیونکہ جو لوگ ہمارا پیغام سن رہے ہیں وہ یہ جاننے کے لئے ہماری جانب دیکھیں گے کہ آیا ہم جو کہہ رہے ہیں اس پر خود عمل بھی کرتے ہیں۔ اگر وہ لوگ یہ دیکھیں گے کہ ہم جو تعلیمات پیش کررہے ہیں وہ تو سچی ہیں لیکن احمدیوں کے اپنے عملی معیار میں کمزوری پائی جاتی ہے تو اس کا اُن پر مثبت اثر ہونے کے بجائے منفی ہونے کا احتمال ہوگا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دوسرے ہمارا پیغام تو سنیں گے مگر یہ محسوس کریں کہ پرانے احمدیوں کا عملی معیار توقع کے مطابق نہیں ہے تو وہ اسلام کا حقیقی پیغام پھیلانے اور اس پر عمل کرنے کا بیڑا اٹھالیں۔ ایسی صورتحال میں ہماری جماعت یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی ترقی اور کامیابی کا سہرا ان نئے آنے والے نیک لوگوں کے سر ہوگا اور پیچھے رہ جانے والے ان برکتوں سے محروم رہ جائیں گے۔ پس پیچھے رہ جانے والوں میں آپ کا شمار نہ ہو۔ بلکہ احمدیت کی سچائی پھیلانے والوں کو صف اول میں نہ صرف اپنے قول سے بلکہ اپنے عمل اور کارناموں کے ذریعہ بھی شامل ہوجائیں۔ آپ اس روشنی کا منبع بن جائیں جس کی کرنیں اسلام کی سچائی کو روشن کردے۔‘‘

(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 25؍مارچ 2015ء)

حضرات! سوشل میڈیا سے چھٹکارا تو مل نہیں سکتا ہاں اس کی بدی سے اپنے آپ کو اور اپنی آئندہ نسل کو محفوظ رکھنے کے لئے ہمیں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے صحابہ کو شیطانی حملوں سے بچنے کے لئے دعائیں سکھاتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک جامع دعا سکھلائی ہے جو عصر حاضر کی برائیوں سے بچنے کے لئے ہمیں زیادہ سے زیادہ کرنی چاہئے اور وہ دعا یہ ہے کہ:

’’اے اللہ ہمارے دلوں میں محبت پیدا کردے۔ ہماری اصلاح کردے اور ہمیں سلامتی کی راہوں پر چلا۔ اور ہمیں اندھیروں سے نجات دے کر نور کی طرف لے جا اور ہمیں ظاہری اور باطنی فواحش سے بچا اور ہمارے لئے ہمارے کانوں میں، ہماری آنکھوں میں، ہماری بیویوں میں اور ہماری اولاد میں برکت رکھ دے اور ہم پر رجوع برحمت ہو۔ یقیناً تو ہی توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اور ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر کرنے والا اور ان کا ذکر خیر کرنے والا اور ان کو قبول کرنے والا بنا اور اے اللہ ہم پر نعمتیں مکمل فرما۔‘‘

یہ وہ دعا ہے جو دنیاوی غلط تفریح سے محفوظ کرنے کے لئے ہے۔ ہر قسم کی فضولیات سے روکنے کے لئے ہے۔ شیطان کے حملوں سے روکنے کے لئے ہے۔

انہی دعائیہ کلمات کے ساتھ میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم نئے دور کی ایجادات سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے اپنی تعلیمی، تبلیغی اور تربیتی صلاحیتوں میں اضافہ کرتے چلے جائیں اور ان کا صحیح استعمال کریں اور ان کے غلط استعمال سے گریز کریں۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ارشاد باری تعالیٰ

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ وَ مَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ۔

(آل عمران:93)

ترجمہ: تم ہرگز نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم ان چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو اور جو خرچ تم کرتے ہو یقیناً اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

ارشاد باری تعالیٰ

وَ اَنۡفِقُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ لَا تُلۡقُوۡا بِاَیۡدِیۡکُمۡ اِلَی التَّہۡلُکَۃِ ۚۖۛ وَ اَحۡسِنُوۡا ۚۛ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ۔

(البقرہ 196)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال و جان خرچ کرو اور اپنے ہی ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور احسان سے کام لو۔ اللہ احسان کرنے والوں سے یقیناً محبت کرتا ہے۔

طالب دعا: SUJAUDDIN SK صاحب مرحوم، شیخ شمس الدین صاحب مرحوم (KHARAGPUR صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کسی شخص کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ لایعنی اور فضول باتوں کو چھوڑ دے۔

(ترمذی، کتاب الزھد، باب مِنۡ حسن اسلام المرء ترکہ مالایعنیہ حدیث نمبر ۲۳۱۷)

طالب دُعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (صوبہ کرناٹک)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہر دین و مذہب کا ایک اپنا خاص خُلق ہوتا ہے اور اسلام کا (یہ خاص) خُلق حیا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الحیا حدیث نمبر ۴۱۸۱)

طالب دُعا: نورالہدیٰ اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ سملیہ، صوبہ جھارکھنڈ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ہماری جماعت کے لیے خاص کر تقویٰ کی ضرورت ہے۔۔۔ تا وہ لوگ جو خواہ کسی قسم کے بغضوں، کینوں یا شرکوں میں مبتلا تھے یا کیسے ہی رُو بہ دنیا تھے ان تمام آفات سے نجات پاویں۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۹، ایڈیشن ۲۰۲۲ء)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)
ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں
ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab,Thyrocare Mumbai
چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان — لقمان احمد باجوہ صاحب
پروپرائٹر: عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ — فون نمبر: +91-85579-01648, +91-96465-61639

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

آج ہم سب کا فرض ہے کہ اپنے بعد آنے والی نسلوں کے لیے ایک پُرامن دنیا چھوڑیں اور اس کے لیے اپنی اپنی کوشش کریں۔ ورنہ بعد میں آنے والی نسلیں ہمیں قصوروار قرار دیں گی اور کہیں گی کہ تم نے کیسی تباہ شدہ دنیا ہمارے لیے چھوڑی ہے۔

(از خطاب نیشنل پیس سمپوزیم جماعت احمدیہ برطانیہ ۲۰۲۶ء)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

مجلس عرفان

نیشنل مجلسِ عاملہ لجنہ اماء اللہ وصدران سوئٹزرلینڈ کے ایک وفد کی حضرت امیر المؤمنین سے بالمشافہ ملاقات

بمقام اسلام آباد (ٹلفورڈ، یوکے) مورخہ 26؍جنوری 2025ء

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ اراکین نیشنل مجلس عاملہ وصدران لجنہ اماء اللہ سوئٹزرلینڈ کی ملاقات

(بقیہ مجلس عرفان)

ایک لجنہ ممبر نے ابتدائی اسلامی عہد کی مسلم خواتین کی مثالیں پیش کرتے ہوئے دریافت کیا کہ احمدی مسلمان خواتین کیسے حجاب اور مناسب پردے کا خیال رکھتے ہوئے خدمتِ اسلام کے لیے آگے آسکتی ہیں؟

حضورِ انور نے اس کے جواب میں واضح فرمایا کہ بعض ایکٹیوٹیز (سرگرمیاں) ایسی ہیں، جو جوائنٹ (مشترکہ) پروگرام ہوتے ہیں، تو ان میں ہم لجنہ کو اجازت دے دیتے ہیں کہ وہ اپنے مہمانوں کو لے آئیں، لیکن جب کھانے کا وقت آتا ہے، کیونکہ تب منہ ننگا ہو جاتا ہے اور انسان زیادہ relax ہوا ہوتا ہے، تو اس لیے مَیں نے کہا تھا کہ کھانے کے لیے عورتوں کی علیحدہ ڈائننگ کا انتظام ہونا چاہیے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ہم یہاں بھی جب کھانا کرتے ہیں تو لوکل (مقامی) لوگوں کو کہتے ہیں کہ ہم کھانے کے لیے علیحدہ جا رہے ہیں، تم نے ہمارے ساتھ آنا ہے تو آ جاؤ تو وہ بھی prefer کرتے ہیں کہ چلے جائیں۔

حضورِ انور نے توجہ دلائی کہ باقی رہ گئیں پرانی مثالیں تو اگر حضرت اُمّ عمّارہ رضی اللہ عنہا یا دیگر نے جنگوں میں حصّہ لیا تو ان کو کوئی پہچان تو نہیں سکتا تھا۔ اب وہ ایک جنگ کا ہی قصّہ ہے کہ ایک سوار، جس کے بھائی کو قید کر لیا گیا تھا اور دشمن لے کے جا رہے تھے، گھوڑے پر سوار ہے اور دائیں بائیں تلوار چلا رہا ہے۔ جو اسلامی فوج کا کمانڈر تھا، وہ کہہ رہا تھا کہ پتا نہیں یہ کون ہے کہ جو اتنی بے جگری اور بڑی ہمت سے لڑ رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ تم کون ہو؟ وہ سوار خاموش رہا، آخر جب انہوں نے بہت پوچھا تو اس نے کہا کہ مَیں ایک عورت ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ ڈھکی ہوئی تھی، پورے حجاب، پورے پردے اور پورے لباس میں تھی کہ پہچانی نہیں گئی کہ عورت ہے کہ مرد؟ تب وہ لڑ رہی تھیں، جنگ میں حصّہ لے رہی تھیں تو جو بھی جو ڈریس کوڈ یا پردہ تھا، اس کی پوری پابندی کر کے حصّہ لیتی تھیں۔ تو آپ بھی اس طرح سے خدمتِ دین میں حصّہ لے سکتی ہیں۔ ہاں! بعض جگہ غیروں کے ایسے پروگرام ہوتے ہیں، جہاں وہ مسلمانوں کو بھی invite (مدعو) کرتے ہیں کہ سٹیج پر آ کے ویمن رائٹ (حقوقِ نسواں) کے متعلق کوئی تقریر کرنی ہے۔ جرمنی میں، یہاں بھی اور بھی جگہ ایسا کرتے ہیں۔ تو ہم کہتے ہیں کہ ایک تو یہ ہے کہ بالکل ینگ (نوجوان) لڑکی نہ ہو، mature (بالغ) عورت ہو اور حیادار لباس کے اندر رہ کے پردے کا جو کوڈ ہے اس کے اندر رہتے ہوئے سٹیج پر جا کے تقریر کرو، وہ ایسا کرتی ہیں اور اس کا لوگوں پر اثر بھی ہوتا ہے۔ ابھی کل ہی کسی نے رپورٹ دی کہ ایک عورت بھی وہاں آئی ہوئی تھی، جو ویمن رائٹ (حقوقِ نسواں) کے حق میں اور مسلمانوں کے خلاف بولتی ہے، اس نے سٹیج پر ہماری لڑکی کی تقریر سنی، غیروں کا آرگنائزڈ (منعقدہ) فنکشن تھا، تو غیروں کے سامنے وہ آ کے پھر اس کو گلے ملی اور رونے لگی کہ پہلے مَیں مخالف تھی اور اب مَیں حق میں ہوں کیونکہ مجھے تم لوگوں کی تعلیم سمجھ آ گئی ہے کہ تم لوگ خود اپنی مرضی سے پردہ یا حجاب کرتے ہو۔

حضورِ انور نے اس بات کی اہمیت پر روشنی ڈالی کہ اگر ہم یہ کہہ دیں کہ ہم بڑے oppressed یا suppressed (مظلوم یا دباؤ کا شکار) ہیں اور پتا نہیں کہ کیا کچھ ہمارے ساتھ ظلم وزیادتی ہو رہی ہے تو پھر تو اگلا سوال اُٹھائے گا۔ اگر تم لوگ کہو کہ ہم خوشی سے پردہ کرتے ہیں، ہمارے dress code (لباس کے قواعد وضوابط) ہیں، ہماری حیا ہے، یہ یہ ہمارے پروٹوکول ہیں تو اس کے اندر رہتے ہوئے ہم پردہ کرتے ہیں اور اپنی خوشی سے کرتے ہیں تو پھر ان کو سمجھ آ جاتی ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ تو کئی مثالیں میرے سامنے ہر روز آ جاتی ہیں، تو اس لیے منع نہیں ہے، mature (بالغ) عورتیں جا کے سٹیج پر بولتی ہیں۔ جرمنی میں بھی بول رہی ہیں، یہاں بھی بولتی ہیں۔

آخر میں حضورِ انور نے حیا اور مکمل پردے کے ساتھ خدمتِ اسلام کے مواقع کی بابت راہنمائی کرتے ہوئے نصیحت فرمائی کہ جو پرانی مثال آپ دے رہی ہیں تو وہ بھی پوری حیا کے ساتھ بولتی تھیں۔ تو اس لیے کس نے کہا ہے کہ آپ کو opportunity نہیں ملتی، جہاں موقع میسر ہو تو صدر لجنہ کو انفارم کر کے اور اگر یہاں سے اجازت لینی ہے تو لے کے آپ سٹیج پر جا سکتی ہیں۔ اب چند ایک عورتوں کو مَیں نے جرمنی میں مقرر کر دیا ہوا ہے کہ جایا کریں، mature ہیں، مجھے پتا ہے کہ ان کو علم بھی ہے اور سٹیج پر جا کے جماعت کا موقف اچھا پیش کر سکتی ہیں۔ یوکے میں ہیں، وہ کر سکتی ہیں، امریکہ میں ہیں، وہ کر دیتی ہیں تو اس طرح اَور ملکوں میں بھی آپ لوگ بھی اگر ایسی ہیں تو کر سکتی ہیں، کس نے روکا ہے؟ لیکن اجازت لینی پڑے گی۔ ایک وعدہ دینا پڑے گا کہ ہم اپنے پورے ڈریس کوڈ اور مکمل حیادار لباس کے اندر رہتے ہوئے اپنا کام کریں گی۔

ایک لجنہ ممبر نے استفسار کیا کہ جماعتی پروگراموں میں جہاں مرد اور عورتیں الگ الگ بیٹھے ہوتے ہیں، مسجد میں اگر سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ کا جلسہ ہو تو کیا لجنہ اپنی طرف سے تقریر کر سکتی ہے کہ جو مرد اپنی طرف سن سکیں؟

حضورِ انور نے اس پر راہنمائی فرمائی کہ جلسہ مردوں کا ہو رہا ہے، اس لیے عورتوں کو اجازت دی ہوئی ہے کہ عورتیں اپنا جلسہ علیحدہ کریں۔ جیسا کہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسہ میں آپ نے اپنے عورتوں کے حقوق کے مطابق باتیں کرنی ہیں، تو سیرت میں جو عورتوں کے حقوق کے پہلو ہیں، وہ بتائیں۔

حضورِ انور نے تاکید فرمائی کہ اس لیے خیال رکھو کہ اپنے پروگرام رکھو، اپنے فنکشن رکھو، اپنی تربیت کرو اور جو سنو اور سیکھو، وہی اپنے مردوں کو بھی جا کے بتاؤ۔

آخر میں حضورِ انور نے واضح فرمایا کہ باقی خلیفۂ وقت کی باتیں عورتوں کی تقریروں میں جو ہو رہی ہوتی ہیں، وہ مردوں کو بھی پہنچ جاتی ہیں، جو نصائح عورتوں کو کر رہے ہوتے ہیں تو وہ مردوں کو بھی ساتھ ساتھ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ اپنی اصلاح کرو۔ اگر اصلاح کرنی ہے تو وہ اصلاح کے لیے کافی ہوتا ہے۔

حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا جانے والا اگلا سوال یہ تھا کہ اگر والدین کی رضامندی نہ ہو یا خاوند اجازت نہ دے تو کیا تب بھی وصیّت کر سکتے ہیں؟

حضورِ انور نے اس پر راہنمائی فرمائی کہ اگر تو سٹوڈنٹ ہے، والدین سے پاکٹ منی (جیب خرچ) مل رہی ہے اور اس کے اوپر ہی وصیّت کرنی ہے تو اپنی مرضی سے کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر بیوی ہے اور خاوند کچھ بھی نہیں دے رہا اور اس کی اپنی انکم (آمد) نہیں ہے تو پھر خاوند کی مرضی شامل کر لینی چاہیے۔

حضورِ انور نے وضاحت فرمائی کہ اگر خود کما رہی ہے تو پھر خاوند کو کہہ سکتی ہے کہ میری اپنی کمائی ہے اور میں تم سے کچھ نہیں لے رہی تو اپنی کمائی کے اوپر وصیّت کرتی ہوں۔ اگر اس کیٹگری میں آ جاتی ہے کہ جس میں اس کی وصیّت منظور ہو، تو کر سکتی ہے۔ حضورِ انور نے بایں ہمہ اس امر کی جانب بھی توجہ مبذول کرائی کہ لیکن گھر کے جھگڑوں کو avoid کرنے کے لیے بہتر ہے کہ پہلے خاوند کو confidence (اعتماد) میں لے لو، ضرور لڑنا ہے؟ پہلے ہی لڑائیاں کم ہو رہی ہیں جو مزید اضافہ کرنا ہے۔ روز کوئی نہ کوئی خلع یا طلاق کا کیس آیا ہوتا ہے۔

حضورِ انور نے آخر میں اپنی اوّل الذکر فرمودہ نصیحت کا اعادہ فرمایا کہ اس لیے بہتر یہ ہے کہ گھر کے ماحول کو صاف اور پُرامن رکھو اور خاوند کو کانفیڈنس میں لے کے تو پھر وصیّت کرو۔ کہو کہ مَیں تمہارے سے کچھ نہیں لیتی، اپنی کمائی میں سے دے رہی ہوں، تمہیں اس سے کیا؟

ایک لجنہ ممبر نے اس سلسلہ میں راہنمائی طلب کی کہ کچھ والدین دوسرے ممالک کے مربیان سے آن لائن کلاس میں بچوں کو قرآنِ شریف پڑھواتے ہیں اور اس کے لیے فیس ادا کی جاتی ہے، کیا جماعت کی طرف سے اس کی اجازت ہے؟

اس پر حضورِ انور نے توجہ دلائی کہ قرآنِ شریف پڑھانے والوں کو پڑھانے کے لیے فیس تو نہیں لینی چاہیے۔ وہ تو مَیں کئی دفعہ پہلے منع بھی کر چکا ہوں۔ جو لیتے ہیں، اس کی رپورٹ کریں۔ حضورِ انور نے وضاحت فرمائی کہ باقی! اگر لوگ کسی سے اچھی قراءت، تلفظ یا ترتیل وغیرہ سیکھنے کے لیے بچوں کو پڑھواتے ہیں تو ان کی اپنی مرضی ہے اور وہ ایسا کر سکتے ہیں۔ لیکن جہاں تک پیسے لینے کا سوال ہے تو وہ غلط طریقہ ہے۔ ان سے ان کو معاوضہ نہیں لینا چاہیے، سوائے جس کو جماعت نے مقرر کیا ہو۔

اس پر سائل نے مزید استفسار کیا کہ اگر والدین کچھ خوشی سے دیں تو کیا اس کی اجازت ہے؟ جس پر حضورِ انور نے ہدایت فرمائی کہ اگر کوئی خوشی سے تحفے کے طور پر دینا چاہتا ہے، تو دے دیں، لیکن پہلے مقرر نہ کریں۔

ایک لجنہ ممبر نے ذکر کیا کہ ابھی آپ نے شعبہ تربیت کے حوالے سے فرمایا تھا کہ بچیوں سے مشورے کرنے کے بعد پروگرام بنائیں تا کہ ان کا تعلق مضبوط ہو، وہ ان میں شامل ہوں اور ان کو دلچسپی بھی ہو۔ نیز عرض کیا کہ ہم نے اس پر بہت کام اور کوشش بھی کی ہے، لیکن ہماری presence (حاضری) اس طرح سے ہو نہیں

پاتی۔

حضورِ انور نے اس پر توجہ دلائی کہ بچیوں سے ذاتی تعلق پیدا کریں۔ ان کا اجلاس جہاں ہوتا ہے، وہاں کوئی ایکٹیوٹیز (سرگرمیاں) ایسی بنائیں، جن میں ان کو دلچسپی ہو۔ اگر لڑکیاں پڑھی لکھی ہیں تو پڑھے لکھے لوگوں کے لیے کسی ٹاپک پر کوئی سیمینار کریں اور بُک کلب بنائیں، یہاں بھی لجنہ نے بنایا ہوا ہے، ڈسکشن پروگرام بنائیں، Contemporary Issues (عصرِ حاضر کے مسائل) پر مبنی پروگرام بنائیں۔ اور دوسروں کے لیے کوئی ایسے پروگرام، جیسا کہ کوئی چھوٹا موٹا مینا بازار ٹائپ چیز یا کچھ ایسی چیزیں کریں، جس پر وہ آجائیں، ساتھ چھوٹا سا اجلاس بھی اور نصیحت بھی ہو جائے۔

حضورِ انور نے اس بات پر زور دیا کہ تو یہ تو دیکھ لیں کہ آپ کس قسم کے پروگرام بنا سکتی ہیں، جس میں attraction (کشش) پیدا کر سکتی ہیں۔ آہستہ آہستہ قریب لائیں تو پھر ان کو عادت پڑ جائے گی۔

حضورِ انور نے مسلسل کوشش کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے مایوسی سے بچنے کی تلقین فرمائی کہ یہ تو آپ نے خود حالات کے مطابق سوچنا اور explore کرنا ہوتا ہے، پھر frustrate (مایوس) ہونے کی کوئی ضرورت نہیں، کوشش کرتے جانا ہے، ہمارا کام کوشش کرنا ہے۔ اللہ میاں نے کہیں نہیں کہا کہ تم ایک جگہ اگر کامیاب نہیں ہوتے تو بیٹھ جاؤ۔ تربیت کے لیے بھی اور تبلیغ کے لیے بھی ہمارا کام کوشش کرنا اور کرتے چلے جانا ہے۔ آسان رستے نہ ڈھونڈیں، مشکل راستے پر چلنا، یہی اصل کام ہے۔

حضورِ انور نے اس عمومی رجحان کی بھی تردید فرمائی کہ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ اب اس طرح کا پروگرام نہ رکھیں کہ جس میں حاضری کم ہوتی ہے۔ اسی طرح ہدایت فرمائی کہ ان سے کہو کہ ہم تو پروگرام رکھیں گے، ہم نے حاضری بڑھانی ہے، آپ لوگ آیا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کب کہا ہے کہ جہاں جماعت میں پچاس آدمی رہتے ہیں اور پانچ باجماعت نماز پڑھنے آتے ہیں، اس لیے وہاں نمازیں پڑھنی بند کر دو، پھر کہو گے کہ مسجدیں بند کر دو۔ ہمارے ہاں تو بعض جگہ مسجدوں میں ظہر اور عصر پر دو سے تین آدمی ہوتے ہیں، تو کیا اس وقت نماز پڑھنی چھوڑ دیں؟ یہ تو کوئی دلیل نہیں ہے۔

ملاقات کے اختتام پر صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ نے حضورِ انور کی خدمت میں شعبہ رشتہ ناطہ کو درپیش مشکلات کے حوالے سے راہنمائی کی درخواست کی۔

اس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ کام کریں گے، تو مشکلات ہوں گی۔ یہ کہنا کہ ہمیں ہر روز حلوہ پُوری پکی پکائی مل جایا کرے، یہ نہیں ملے گی۔ کام کرنا ہے، محنت کرنی پڑے گی اور حلوہ پکانے کے لیے گیہوں اُگانے سے لے کے حلوہ پکانے تک سارے پروسیس میں سے گزرنا پڑے گا۔

حضورِ انور نے اس بات پر روشنی ڈالی کہ پانچ سے دس فیصد ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ بعض دفعہ اچھے گھروں میں رشتے ہوتے اور ٹوٹ جاتے ہیں کہ یہ رشتہ competent (موزوں) نہیں، ہمیں پہلے پتا نہیں لگا تھا۔ تو مَیں ان کو یہی کہا کرتا ہوں کہ پہلے تم لوگوں کو کچھ پتا نہیں لگتا، سوچ سمجھ کے اور دعا کر کے فیصلہ کرنا چاہیے۔

خود احتسابی اور اپنی کمزوریوں کا ادراک حاصل کرنے کی جانب توجہ دلاتے ہوئے حضورِ انور نے واضح فرمایا کہ باقی! پرفیکٹ تو کوئی بھی نہیں ہوتا۔ اس لیے پہلے ہی دیکھ لینا چاہیے کہ دونوں اطراف کمزوریاں بھی ہوتی ہیں اور ان کمزوریوں کے ساتھ ہی گزارہ کرنا پڑتا ہے۔ باقی ان سے کہو کہ اگر تم لوگوں کو لڑکی میں یہ کمزوری نظر آرہی ہے یا لڑکی والوں کو لڑکے میں یہ کمزوری نظر آرہی ہے تو کیا تمہارے اندر یہ نہیں ہے؟ کمزوریاں تمہارے اندر بھی ہیں، اپنی حالت کو دیکھو، اگر اپنا جائزہ لینے کی عادت پڑ جائے تو پھر لوگوں کے عیب نظر نہیں آتے۔

اختتام پر حضورِ انور نے اس امر پر زور دیا کہ اصل میں بات یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو بڑا پرفیکٹ سمجھتے ہیں حالانکہ ہمارے اندر بہت سی کمزوریاں ہوتی ہیں۔ تربیت یہ ہے کہ یہ بھی روح پیدا کریں کہ اپنے حال کی بھی خبر رکھو۔ اس دنیا میں کوئی انسان بھی پرفیکٹ نہیں ہوتا، انسانِ کامل ایک ہی پیدا ہوا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، باقی سب میں کمزوریاں ہیں۔ اس لیے ایک دوسرے کی کمزوریوں کو نظر انداز کرو۔

آخر پر حضورانور نے الوداعی دعائیہ کلمات ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ چلو، پھر اللہ حافظ! اور یوں یہ ملاقات بفضلہٖ تعالیٰ بخیر وخوبی انجام پذیر ہوئی۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 6 فروری 2025ء)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اگر تم تقویٰ کرنے والے ہو گے تو ساری دنیا تمہارے ساتھ ہو گی۔ پس تقویٰ پیدا کرو۔

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۵۷-۳۵۸، ایڈیشن ۱۹۸۴ء)

طالبِ دُعا: جے عظیم احمد ولد مکرم جے وسیم احمد صاحب امیر ضلع محبوب نگر (صوبہ تلنگانہ)

نماز جنازہ حاضر و غائب

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 31/دسمبر 2025ء بروز بدھ بارہ بجے بعد دوپہر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و جنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ نور جہاں امینی صاحبہ اہلیہ مکرم احمد صادق امینی صاحب (بریڈفورڈ۔ یوکے)

29/دسمبر 2025ء کو 90 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت سیٹھ نور محمد امینی صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو اور مکرم سید زمان شاہ صاحب کی بیٹی تھیں۔ شادی کے بعد گوجرانوالہ میں رہائش اختیار کی اور 1976 میں بریڈفورڈ (یوکے) منتقل ہوگئیں۔ آپ نے اپنا آخری وقت اپنی بیٹی کے پاس Aldershot میں گزارا۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، روزانہ باقاعدگی کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ آپ نے بچوں اور پورے خاندان کی بہترین تربیت کی۔ پسماندگان میں ایک بیٹا، 5 بیٹیاں اور بہت سے پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں اور پڑپوتے پڑپوتیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم مبارز محمود امینی صاحب (مربی سلسلہ قضاء بورڈ یوکے) کی دادی اور مکرم مزمل ڈوگر صاحب (مربی سلسلہ ایم ٹی اے) اور مکرم مبارز ڈوگر صاحب (مربی سلسلہ وکالت مال یوکے) کی نانی تھیں۔

نماز جنازہ غائب

۱۔ مکرم نور الٰہی بشیر صاحب ابن مکرم مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب (مبلغ بلاد افریقہ و فلسطین واستاد جامعہ احمدیہ ربوہ)

8/دسمبر 2025ء کو 83 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم بڑے عبادت گزار، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، عاشق قرآن، خلافت سے گہری عقیدت رکھنے والے، بہت صاف گو، نفیس طبیعت کے مالک، ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے واقعات بڑے پیارے انداز میں بچوں کو سناتے تھے۔ خطبہ جمعہ باقاعدگی سے اور متعدد بار سنتے اور بچوں کو بھی باقاعدگی سے سننے کی تلقین کرتے۔ اپنے محکمہ میں بھی بہت ہردلعزیز تھے۔ ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد ربوہ منتقل ہو گئے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

۲۔ مکرم عبدالرؤوف صاحب (سابق کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری۔ ربوہ)

11/دسمبر 2025ء کو 85 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے زیر سایہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں لمبا عرصہ خدمت بجالاتے رہے۔ قبل ازیں روزنامہ الفضل اور نظارت جائیداد کے دفاتر میں بھی خدمت کا موقعہ ملا۔ آپ کی خدمت کا عرصہ تقریباً 40 سال پر محیط ہے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تہجد گزار، سادہ مزاج، خوش اخلاق، ملنسار، منکسر المزاج بڑے نیک اور مخلص انسان تھے۔ لازمی چندوں کے علاوہ مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ الفضل اخبار باقاعدگی کے ساتھ پڑھتے۔ جب اخبار بند ہوا تو پرانے اخبار پڑھنے شروع کر دیے۔ ایم ٹی اے دیکھنے کا بہت شوق تھا اور حضورانور کا خطبہ جمعہ باقاعدگی سے سنتے تھے۔ آپ نے بچوں کی بہت اچھی تربیت کی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم عطاء الرحمٰن مبشر صاحب کے والد تھے۔ آپ کی بڑی بیٹی مکرمہ رقیہ احد صاحبہ 6 سال تک فرانس کی صدر لجنہ رہ چکی ہیں۔

۳۔ مکرم رانا عبدالمجید صاحب (جرمنی)

23/ستمبر 2025ء کو 80 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم 2017ء میں جرمنی آئے اور جب تک صحت رہی لوکل سطح کے پروگراموں، سالانہ اجتماعات اور جلسہ سالانہ میں باقاعدگی سے شامل ہوتے رہے۔ لازمی چندے بروقت ادا کرتے اور دیگر مالی تحریکات میں بھی حصہ لیتے تھے۔ ربوہ میں اپنے محلہ میں سیکرٹری مال اور سیکرٹری ضیافت کے علاوہ زعیم انصار اللہ کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ جماعتی خدمت کو ایک اعزاز سمجھتے تھے۔ بڑے مہمان نواز، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔

۴۔ مکرم جلیس خان صاحب ابن مکرم ظفر احمد خان صاحب (کینیڈا)

13/مئی 2025ء کو 25 سال کی عمر میں موٹر سائیکل کے حادثے میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، خوش اخلاق، ہمدرد، دوسروں کی مدد کے لیے ہمہ وقت تیار رہنے والے، بڑے نیک، مخلص اور خلافت کے فدائی وجود تھے۔ جماعت کے ساتھ ہر ممکن تعاون کرنے کی کوشش کرتے اور جب بھی آپ کو خدمت کے لیے بلایا جاتا فوراً حاضر ہو جاتے تھے۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ ایک بہن اور دو بھائی شامل ہیں۔

۵۔ مکرم ناصر احمد بھٹی صاحب (آف ہمبرگ جرمنی)

5/دسمبر 2025ء کو 56 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم عرصہ 30 سال سے ہمبرگ میں مقیم تھے اور گذشتہ 15 سال سے شدید بیمار ہونے کی وجہ سے نرسنگ ہوم میں تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹے شامل ہیں۔ آپ مکرم شفیق الرحمٰن صاحب (دفتر ایم ٹی اے کینیڈا سٹوڈیوز) کے ماموں تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب

انفاق فی سبیل اللہ کے ایمان افروز واقعات اور وقفِ جدید کے نئے سال کا اعلان

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 09 جنوری 2026ء بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: اس خطبہ کا مرکزی موضوع کیا تھا؟

جواب: اس خطبہ کا مرکزی موضوع مالی قربانی کی اہمیت، وقف جدید کے انہترویں (69ویں) سال کے اجرا کا اعلان، قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں انفاق فی سبیل اللہ کی فضیلت، حضرت مسیح موعودؑ اور خلفائے احمدیت کے ارشادات، اور مختلف ممالک کے احمدیوں کے ایمان افروز واقعات تھے جنہوں نے مالی قربانی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا مشاہدہ کیا۔

سوال: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ کی بنیاد کس قرآنی آیت پر رکھی؟

جواب: حضور انور نے سورۃ آل عمران کی آیت لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ تلاوت فرمائی اور بیان کیا کہ حقیقی نیکی اور تقویٰ اس وقت حاصل ہوتے ہیں جب انسان اپنی محبوب چیزوں میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔

سوال: حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی کیا تفسیر بیان فرمائی؟

جواب: حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا کہ حقیقی نیکی حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان اپنے مال میں سے خرچ کرے کیونکہ مال انسان کو سب سے زیادہ محبوب ہوتا ہے۔ جب تک انسان اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی پسندیدہ چیز قربان نہیں کرتا، وہ کامل نیکی حاصل نہیں کر سکتا۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مالی قربانی کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ نیکی کا دروازہ تنگ ہے اور اس میں وہی داخل ہو سکتا ہے جو اپنی محبوب اور عزیز چیزوں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کرے۔ بیکار اور غیر ضروری چیزیں خرچ کرنے سے حقیقی نیکی حاصل نہیں ہوتی۔

سوال: حضور انور نے مالی قربانی سے متعلق کن لوگوں کو خصوصی نصیحت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے ان افراد کو نصیحت فرمائی جنہیں اللہ تعالیٰ نے مالی وسعت عطا کی ہے لیکن وہ اپنے چندوں اور مالی قربانیوں میں پوری طرح باقاعدہ نہیں ہوتے۔ آپ نے فرمایا کہ ایسے لوگوں کو اپنا جائزہ لینا چاہیے اور مالی قربانیوں کے معیار کو بلند کرنا چاہیے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرنے کے بارے میں حضور انور نے کیا تنبیہ فرمائی؟

جواب: حضور انور نے سورۃ البقرہ کی آیت کی روشنی میں فرمایا کہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرنا انسان کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔ اس لیے مومن کو مالی قربانی سے کبھی گریز نہیں کرنا چاہیے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توکل علی اللہ کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ جو شخص خدا تعالیٰ پر کامل بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایسے رزق کے سامان پیدا کرتا ہے جن کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اس لیے ہر احمدی کو مالی قربانی کے وقت اللہ تعالیٰ پر مکمل توکل رکھنا چاہیے۔

سوال: حضور انور نے غرباء اور متوسط طبقہ کے افراد کے بارے میں کیا مشاہدہ بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ اکثر غریب اور متوسط آمدنی والے افراد مالی قربانی میں بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں کیونکہ انہیں یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں کو ضائع نہیں کرے گا بلکہ کئی گنا بڑھا کر واپس عطا فرمائے گا۔

سوال: انڈونیشیا کی خاتون طاہرہ صاحبہ نے مالی قربانی کے سلسلہ میں کیا مثال قائم کی؟

جواب: طاہرہ صاحبہ کے پاس صرف اتنی رقم تھی جو انہوں نے کاروبار کے لیے بچا رکھی تھی، لیکن وقف جدید کے وعدہ کی ادائیگی کے لیے انہوں نے وہ ساری رقم اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دی۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے انہیں غیر متوقع بونس، حکومتی سبسڈی اور دیگر مالی فوائد سے نوازا۔

سوال: طاہرہ صاحبہ کے ایمان پر اس قربانی کا کیا اثر ہوا؟

جواب: انہوں نے بیان کیا کہ اس قربانی کے نتیجہ میں نہ صرف ان کی مالی مشکلات حل ہوئیں بلکہ ان کا ایمان بھی مضبوط ہوا اور انہیں یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں قربانی کرنے والوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔

سوال: حضور انور نے مالی قربانی کو قوم اور انسانیت کی ہمدردی سے کس طرح جوڑا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا صرف جماعتی ضرورت نہیں بلکہ انسانیت کی خدمت کا بھی تقاضا ہے، کیونکہ انہی قربانیوں کے ذریعہ ضرورت مندوں کی مدد اور اسلام کی اشاعت کا کام جاری رہتا ہے۔

سوال: وقف جدید کی تحریک کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

جواب: وقف جدید کا مقصد جماعتی تربیت، دیہاتی علاقوں میں تبلیغ اسلام، دینی تعلیم و تربیت، مربیان کی ضروریات اور اسلام احمدیت کے پیغام کو دنیا کے دور دراز علاقوں تک پہنچانا ہے۔ اس کے لیے مالی قربانیاں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔

سوال: مالی قربانی قبول ہونے کی ایک اہم علامت کیا ہے؟

جواب: مالی قربانی کی قبولیت کی ایک بڑی علامت یہ ہے کہ انسان کے ایمان میں اضافہ ہو، اللہ تعالیٰ پر یقین مضبوط ہو اور وہ پہلے سے زیادہ شوق کے ساتھ دین کی خدمت میں حصہ لینے لگے۔

سوال: حضور انور کے مطابق مالی قربانی کا حقیقی معیار کیا ہے؟

جواب: حقیقی معیار یہ ہے کہ انسان اپنی پسندیدہ اور محبوب چیزوں میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے اور قربانی کے وقت صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کو پیش نظر رکھے۔

سوال: اس خطبہ سے حاصل ہونے والا بنیادی سبق کیا ہے؟

جواب: بنیادی سبق یہ ہے کہ مالی قربانی ایمان کا اہم تقاضا ہے۔ جو لوگ اخلاص، تقویٰ اور توکل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے مال، ایمان، رزق اور زندگی میں برکت عطا فرماتا ہے اور انہیں اپنے خاص فضلوں کا وارث بناتا ہے۔

❀❀❀

اعلان برائے اسامی درجہ دوئم صدر انجمن احمدیہ قادیان

شرائط

(1) اُمیدوار کی عمر 18 سال سے زیادہ اور 25 سال سے کم ہو۔

(2) اُمیدوار کی تعلیمی قابلیت کم از کم 10+2 45% فیصد نمبرات کے ساتھ ہونی چاہیے۔

(3) اُمیدوار اردو/انگریزی کمپوزنگ جانتا ہو اور رفتار 25 الفاظ فی منٹ ہو۔

(4) اس اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہونگی انہیں پر غور ہوگا۔

(5) نصاب امتحان کمیشن برائے کارکنان درجہ دوم درج ذیل ہے۔ پرچہ کے ہر جزء میں کامیاب ہونا لازمی ہے۔

جزء	مضمون	نمبرات
جزء اوّل	❀ قرآن کریم: ناظرہ مکمل و پہلا پارہ باترجمہ ❀ چالیس جواہر پارے مکمل ❀ نماز مکمل باترجمہ	30 نمبرات
جزء دوم	❀ کتاب کشتی نوح، برکات الدعا، دینی معلومات ❀ نظم از درثمین (شان اسلام) ❀ مضمون بابت عقائد جماعت احمدیہ	20 نمبرات
جزء سوم	❀ انگریزی بمطابق معیار انٹرمیڈیٹ (10+2)	20 نمبرات
جزء چہارم	❀ حساب بمطابق معیار میٹرک (دفتری ایمپرسٹ سے متعلق سوالات)	20 نمبرات
جزء پنجم	❀ معلومات عامّہ (G.K)	10 نمبرات

(6) تحریری امتحان میں کامیاب ہونے والے اُمیدواران کا ہی انٹرویو ہوگا۔

(7) تحریری امتحان، کمپیوٹر ٹیسٹ و انٹرویو میں کامیابی کی صورت میں اُمیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی اُمیدوار خدمت کے اہل ہوں گے جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوں گے۔

(8) سلیکشن کی صورت میں اُمیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔ بعد میں رہائش کے تعلق سے موصول ہونے والی درخواست پر کوئی کارروائی نہیں ہوگی۔

(9) سفر خرچ قادیان آمد و رفت اُمیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے۔

نوٹ:۔ تحریری امتحان و انٹرویو کی تاریخ سے اُمیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائیگا۔

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان

موبائل: 09888232530، 09682627592۔ دفتر: 01872501130
E-mail:nazaratdiwanqdn@gmail.com

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

ٹوٹے کاموں کو بناوے جب نگاہِ فضل ہو ۔۔۔ پھر بنا کر توڑ دے اِک دم میں کر دے تار تار

تُو ہی بگڑی کو بناوے توڑ دے جب بن چکا ۔۔۔ تیرے بھیدوں کو نہ پاوے سَو کرے کوئی بچار

(درثمین مع فرہنگ صفحہ ۱۶۷)

خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب

شکرگزاری، اطاعتِ نظام اور جلسہ کی برکات

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 7/ستمبر 2007ء بطرز سوال وجواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: اس خطبہ کا مرکزی موضوع کیا تھا؟

جواب: اس خطبہ کا مرکزی موضوع جماعت احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ 2007ء کا جائزہ، جلسہ کی برکات، شکرگزاری، اطاعتِ نظام، کارکنان کے اخلاص، جلسہ کے مقاصد، نومبائعین کی ترقی اور جماعتی نظم وضبط کی اہمیت تھا۔

سوال: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ کے کامیاب انعقاد کا اصل سبب کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ جلسہ کی کامیابی صرف انسانی منصوبہ بندی یا محنت کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل، دعاؤں، شکرگزاری اور کارکنان کے اخلاص کا ثمر ہے۔

سوال: جلسہ کے انتظامات کے دوران احمدیوں کا عمومی رویہ کیا ہوتا ہے؟

جواب: احمدی کارکن بڑی لگن، شوق، اخلاص اور دعا کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے رہتے ہیں۔

سوال: حضور انور نے شکرگزاری کے متعلق قرآن کریم کی کون سی آیت پیش فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ

(سورۃ ابراہیم:8)

یعنی اگر تم شکر کروگے تو میں تمہیں اور زیادہ عطا کروں گا۔

سوال: اگلے سال ہونے والے خلافت جوبلی جلسہ کے متعلق حضور انور نے کیا توقع ظاہر فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ ان شاء اللہ حاضری زیادہ ہوگی اور انتظامات بھی پہلے سے زیادہ وسیع کرنے پڑیں گے۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شکرگزاری کے لیے کون سی دعا کیا کرتے تھے؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کرتے تھے:

اللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

(سنن ابی داؤد)

سوال: حضور انور نے لوگوں کا شکر ادا کرنے کی کیا اہمیت بیان فرمائی؟

جواب: فرمایا کہ جو انسان لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا بھی شکرگزار نہیں بن سکتا۔

سوال: جلسہ کے انتظامات کو دیکھ کر غیر مسلم مہمانوں کا کیا ردعمل تھا؟

جواب: انہوں نے انتظامات، نظم وضبط، کارکنان کے اخلاص اور حکومتی مدد کے بغیر اتنے بڑے جلسہ کے انعقاد پر حیرت اور تعریف کا اظہار کیا۔

سوال: مالٹا اور انڈونیشیا سے آئے ہوئے مہمانوں نے کس چیز کی تعریف کی؟

جواب: انہوں نے جلسہ کے غیر معمولی نظم وضبط، حسنِ انتظام اور کارکنان کے تعاون کی تعریف کی۔

سوال: جرمنی کے جلسہ کو زیادہ منظم (Organized) کیوں قرار دیا گیا؟

جواب: کیونکہ وہاں پاکستان سے تربیت یافتہ کارکنان آئے تھے جنہوں نے دوسروں کو بھی تربیت دی اور انتظامی نظام مضبوط بنایا۔

سوال: جرمنی کے جلسہ کی جگہ (Maimarkt Mannheim) کو اللہ تعالیٰ کا فضل کیوں قرار دیا گیا؟

جواب: کیونکہ وہاں بہترین انفراسٹرکچر اور سہولیات موجود تھیں جس سے بہت سے انتظامی کام آسان ہو گئے۔

سوال: لنگرخانہ کے انتظامات میں اس سال کون سی نئی ایجاد شامل کی گئی؟

جواب: ایک انجینئر نے دیگیں دھونے کے لیے سیمی آٹومیٹک مشین تیار کی جس سے دیگیں بہت کم وقت میں صاف ہوجاتی تھیں۔

سوال: ایسی ایجادات پر کارکنان کو کیا نصیحت کی گئی؟

جواب: کہ وہ تکبر کا شکار نہ ہوں بلکہ مزید عاجزی، شکرگزاری اور عبادت میں بڑھیں۔

سوال: جماعتی ترقی کا اصل راز کیا بیان فرمایا گیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق، اطاعتِ نظام، اطاعتِ خلافت اور خدمتِ دین کا جذبہ۔

سوال: اطاعتِ نظام کے بارے میں حضور انور نے کیا ہدایت فرمائی؟

جواب: فرمایا کہ اگر کسی عہدیدار سے شکایت ہو تو خلیفۂ وقت کو اطلاع دی جاسکتی ہے لیکن اطاعت سے انکار کسی صورت جائز نہیں۔

سوال: ایک جرمن نومبائع نے کس مسئلہ کی نشاندہی کی؟

جواب: کہ بعض سابق عہدیداران نئے عہدیداران سے تعاون نہیں کرتے اور ان کی اطاعت نہیں کرتے۔

سوال: حضور انور نے ایسے افراد کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: فرمایا کہ یہ رویہ انتہائی افسوسناک ہے اور ایسے لوگوں کو استغفار اور اصلاح کی ضرورت ہے۔

سوال: اگر جماعتی اور ذیلی تنظیم کے کام میں ٹکراؤ ہو تو کس کام کو ترجیح دی جائے گی؟

جواب: جماعتی نظام کے کام کو ترجیح دی جائے گی کیونکہ جماعتی نظام بنیادی اور مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔

سوال: ذیلی تنظیموں (خدام، انصار، لجنہ) کے قیام کا مقصد کیا ہے؟

جواب: جماعت کے مختلف طبقات کو فعال بنانا، تربیت کرنا اور ترقی کی رفتار کو تیز کرنا۔

سوال: عورتوں کے جلسہ میں شور کے متعلق حضور انور نے کیا اظہار فرمایا؟

جواب: فرمایا کہ بارہا توجہ دلانے کے باوجود بعض خواتین پروگرام کے دوران باتیں کرتی رہیں جس سے دوسروں کو استفادہ کا موقع نہ ملا۔

سوال: شور کی وجہ سے کن خواتین کو تکلیف ہوئی؟

جواب: ان خواتین کو جو خالصتاً جلسہ سننے اور روحانی فائدہ حاصل کرنے کی نیت سے آئی تھیں۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک سال جلسہ سالانہ کیوں منعقد نہیں کیا تھا؟

جواب: کیونکہ جلسہ کے مقاصد پورے نہیں ہو رہے تھے اور شامل ہونے والے اس کی روح کو سمجھنے سے غافل تھے۔

✲✲✲

طلباء کارنر

طلبہ میں ذہنی صحت کے مسائل تقریباً تین گنا بڑھ گئے: نئی تحقیق

طلبہ میں ذہنی صحت کے مسائل میں تشویشناک اضافہ دنیا بھر میں نوجوانوں کی ذہنی صحت ایک اہم سماجی اور تعلیمی مسئلہ بنتی جا رہی ہے۔ حال ہی میں برطانیہ میں ہونے والی ایک تحقیق نے اس امر کی نشاندہی کی ہے کہ یونیورسٹی طلبہ میں ذہنی صحت کے مسائل گزشتہ چند برسوں کے دوران تقریباً تین گنا بڑھ چکے ہیں۔ یہ صورتِ حال نہ صرف تعلیمی اداروں بلکہ پالیسی سازوں اور معاشرے کے تمام طبقات کے لیے توجہ اور تشویش کا باعث ہے۔

کنگز کالج لندن کے پالیسی انسٹیٹیوٹ اور TASO (Centre for Transforming Access and Student Outcomes in Higher Education) کی جانب سے کی جانے والی ایک تحقیق کے مطابق تعلیمی سال 17-2016ء سے 23-2022ء کے دوران برطانیہ کی جامعات میں زیرِ تعلیم انڈر گریجویٹ طلبہ میں ذہنی صحت کے مسائل کی شرح 6 فیصد سے بڑھ کر 16 فیصد تک پہنچ گئی ہے۔ گویا اب تقریباً ہر چھ میں سے ایک طالب علم کسی نہ کسی ذہنی یا نفسیاتی مشکل کا سامنا کر رہا ہے۔

اس تحقیق کی بنیاد Student Academic Experiences Survey (SAES) کے سات سالہ اعداد وشمار پر رکھی گئی، جس میں برطانیہ کے 82,682 کل وقتی انڈر گریجویٹ طلبہ شامل تھے۔ ان میں سے 8,625 طلبہ نے اپنی ذہنی صحت سے متعلق مسائل کی نشاندہی کی۔

محققین کے مطابق ذہنی صحت کے مسائل میں اس اضافے کا ایک نمایاں حصہ گزشتہ ایک سال کے دوران سامنے آیا، جب برطانیہ میں مہنگائی اور اخراجاتِ زندگی کے بحران میں شدت پیدا ہوئی۔ تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یونیورسٹی چھوڑنے کا ارادہ رکھنے والے طلبہ میں مالی مشکلات کو بنیادی وجہ قرار دینے والوں کی شرح 2022ء میں 3.5 فیصد تھی جو 2023ء میں بڑھ کر 8 فیصد ہوگئی۔

تاہم ماہرین اس امر پر زور دیتے ہیں کہ طلبہ کی ذہنی صحت میں یہ بگاڑ صرف حالیہ معاشی بحران کا نتیجہ نہیں بلکہ یہ رجحان کووِڈ-19 کی وبا سے بھی قبل شروع ہو چکا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کے پسِ پشت متعدد سماجی، نفسیاتی اور معاشی عوامل کارفرما ہیں جن کا گہرائی سے جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

تحقیق میں یہ بات بھی سامنے آئی کہ یونیورسٹی چھوڑنے کی خواہش رکھنے والے طلبہ کی اکثریت اس کی سب سے بڑی وجہ ذہنی صحت کے مسائل کو قرار دیتی ہے۔ دیگر تمام وجوہات کے مقابلے میں یہ شرح تقریباً 25 فیصد زیادہ ہے، جو طلبہ کی ذہنی اور جذباتی کیفیت کے تعلیمی سفر پر گہرے اثرات کو ظاہر کرتی ہے۔

TASO کے چیف ایگزیکٹو ڈاکٹر عمر خان نے رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ نتائج طلبہ کو درپیش ذہنی صحت کے وسیع اور مستقل مسائل کو نمایاں کرتے ہیں۔ ان کے مطابق اگرچہ کووِڈ-19 اور مہنگائی کے بحران نے ان مشکلات میں مزید اضافہ کیا ہے، تاہم یہ رجحان کوئی نیا نہیں بلکہ کئی برسوں سے مسلسل بڑھ رہا ہے۔

اسی طرح کنگز کالج لندن کے پروفیسر مائیکل سینڈرز، جو اس تحقیق کے مصنفین میں شامل ہیں، کہتے ہیں کہ اعداد وشمار واضح طور پر ظاہر کرتے ہیں کہ گزشتہ سات برسوں میں طلبہ کے ذہنی صحت کے مسائل تقریباً تین گنا ہو چکے ہیں۔ خصوصاً ایسے طلبہ جو معاشرتی محرومی یا امتیازی سلوک کا سامنا کرتے ہیں، اس بحران سے نسبتاً زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔

بہرحال یہ تحقیق اس حقیقت کی جانب توجہ دلاتی ہے کہ جدید معاشروں میں نوجوان نسل کو درپیش ذہنی دباؤ، معاشی غیر یقینی صورتحال، تعلیمی مسابقت اور سماجی چیلنجز ان کی نفسیاتی صحت پر گہرے اثرات مرتب کر رہے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ تعلیمی ادارے، حکومتیں اور معاشرہ مجموعی طور پر ایسے اقدامات اختیار کریں جو طلبہ کی ذہنی صحت کے تحفظ اور ان کی فلاح وبہبود کو یقینی بنا سکیں۔

(بشکریہ taso.org.uk)

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 12616: میں طاہرہ ابرار زوجہ مکرم ابرار ظفر صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 20 اکتوبر 1980ء پیدائشی احمدی ساکن: 69/A بیلی ہاؤس فورتھ فلور کرایا روڈ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25 نومبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 703.85 گرام 22 کیریٹ، 5 گرام 24 کیریٹ، ڈائمنڈ 22.61 گرام۔ حق مہر 50000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 5000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: طاہرہ اقبال ملک الامۃ: طاہرہ ابرار گواہ: افشین شاہد

مسل نمبر 12617: میں توہینہ خاتون زوجہ مکرم محمد قبول اللہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 26 جون 2003ء پیدائشی احمدی ساکن: کوٹ سونگ بیر بھوم ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4 دسمبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 50 گرام 22 کیریٹ، حق مہر 30000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: نورالہدیٰ الامۃ: توہینہ خاتون گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 12618: میں سہار الدین شیخ ولد مکرم ارشاد علی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت تاریخ پیدائش: 16 جولائی 1973ء پیدائشی احمدی ساکن: احمدیہ مسجد ابراہیم پور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ: 19 اکتوبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ پلاٹ 458، کھتیان 22/1، 22، ایریا 1 ڈسمل۔ زمین نمبر 735 ایریا 16.5 کھاتا، زمین نمبر 735 ایریا 7، زمین نمبر 637 ایریا 9 کھاتا، زمین 726 ایریا 2 کھاتا۔ ٹوٹل 34.5 کھاتا 1.65 کل میزان 56.92 ڈسمل میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار 36000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: زبیر احمد العبد: سہار الدین گواہ: اسراف الشیخ

مسل نمبر 12619: میں شہانہ ٹی اے زوجہ مکرم بی تنویر احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 31 جنوری 1991ء پیدائشی احمدی ساکن: ناوارو جی الا پوزہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 دسمبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 60 گرام 22 کیریٹ۔ حق مہر: 40 گرام سونا 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: تنویر احمد الامۃ: شہانہ ٹی اے گواہ: تنویر احمد بی

مسل نمبر 12620: میں نمود سہر بنت مکرم ڈاکٹر اعجاز احمد نائک صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش: 14 نومبر 2006ء پیدائشی احمدی ساکن: ہاؤس نمبر 3 بستان احمد رنگریٹ سری نگر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 نومبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ڈاکٹر اعجاز احمد نائک الامۃ: نمود سہر گواہ: شکیل احمد شاہ

مسل نمبر 12621: میں سعیدہ بیگم زوجہ مکرم غلام محمد پنڈت صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 73 سال تاریخ بیعت 1972ء ساکن: حلقہ نور (پنڈت پورہ) آسنور دمحال ہانجی پورہ کولگام بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16 دسمبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شاہد احمد نائک الامۃ: سعیدہ بیگم گواہ: طاہر احمد نائک

مسل نمبر 12622: میں طاہرہ تھاجو زوجہ مکرم محمد نیاز آر صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ڈائٹیشن عمر 40 سال پیدائشی احمدی ساکن: Mullathuvalppu اراوکاڈو آلا پوزہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2 دسمبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ 2.6 سینٹ زمین گھر کے ساتھ جسکا سروے نمبر 1-7-3/8 حق مہر 25000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از ڈائٹیشن ماہوار 7000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد نیاز احمد الامۃ: طاہرہ تھاجو گواہ: کے آر ایم شرف

مسل نمبر 12623: میں فروزہ سی پی زوجہ مکرم انشاد اشرف صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 32 سال پیدائشی احمدی ساکن: Muttathu paramba kuthirapanthy alappuza بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16 دسمبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 24 گرام 22 کیریٹ۔ زمین 2.15 سینٹ جس کا سروے نمبر 321/57A ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ای مبارک الامۃ: فروزہ سی پی گواہ: پی کے تاج الدین

مسل نمبر 12624: میں حامدہ نرگس بنت مکرم محمد نیاز آر صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 18 سال پیدائشی احمدی ساکن: Mullathuralappu iravukard ward alappuzha بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2 دسمبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 40 گرام 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: پی کے تاج الدین الامۃ: حامدہ نرگس گواہ: محمد نیاز

مسل نمبر 12625: میں عطاء المجیب احمد ولد مکرم ٹی کے جنید صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ انجینئر تاریخ پیدائش 15 ستمبر 2002 پیدائشی احمدی ساکن: Thayyilchiral allappuzza بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16 دسمبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 16000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: کے آر ایم شراف العبد: عطاء المجیب احمد گواہ: ٹی اے سدھیر

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
Weekly Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2026-28 Vol. 75 Thursday 02 June - 2026 Issue. 27

ACT. MANAGER
ATHAR AHMAD SHAMIM
Mobile : +91 9815639670
e-mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Pebnr Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (WEIGHT : 50 -100 Gms/Issue)

خلاصہ خطبہ جمعہ

آنحضورصلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلام صادق حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی غریب پروری اور جُودوسخا کا ایمان افروز تذکرہ۔

☆......’’جوتنخواہ مرزا صاحبؑ کوملتی تھی وہ محتاجوں میں تقسیم کر دیتے، کپڑے بنوادیتے یا نقد دے دیتے اور اپنے لیے صرف کھانے کا خرچ رکھ لیتے

☆......مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کوکبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے سائل کوتانبے کا سکہ یعنی پیسہ دیا۔آپ ہمیشہ چاندی کا سکہ دیتے تھے یعنی زیادہ پیسے دیتے تھے۔‘‘

☆......حضرت صاحب بہت صدقہ دیا کرتے تھے اور عموماً ایسا خفیہ دیتے کہ ہمیں بھی پتہ نہیں لگتا تھا (روایت حضرت اماں جانؓ)

☆......مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے آپ سے بہتر، آپ سے زیادہ خوش اخلاق، آپ سے زیادہ نیک، آپ سے زیادہ بزرگانہ شفقت رکھنے والا، آپ سے زیادہ اللہ اور رسول کی محبت میں غرق رہنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا (روایت حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ)

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۶/جون ۲۰۲۶ء بمطابق ۲۶/احسان ۱۴۰۵/ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے ارشاد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر چلتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہمیں غریب پروری اور جودوسخا کے بہت سے واقعات ملتے ہیں۔

آپؑ کے دعویٰ کے اعتبار سے ہی نہیں بلکہ آپؑ کی زندگی کے ابتدائی حصے اور جوانی کی عمر میں بھی ہمیں آپؑ کے اعلیٰ اخلاق کے واقعات ملتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی جس ماں کی گود میں پرورش فرمائی ان کی زندگی کو بھی ہم دیکھتے ہیں تو وہاں بھی ہمیں غریب پروری اور جُودوسخا کے واقعات ملتے ہیں گویا آپؑ نے ایک ایسی ماں کی گود میں پرورش پائی جنہوں نے آپؑ کو اعلیٰ اخلاق بھی سکھائے۔

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ تحریر کرتے ہیں کہ حضرت مائی چراغ صاحبہ یعنی والدہ ماجدہ حضرت اقدس علیہ السلام کا خاندان موضع آئمہ ضلع ہوشیار پور میں ایک معزز اور صحیح النسب مغل خاندان تھا۔آپ کی طبیعت میں جُودو سخا اور مہمان نوازی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ایک عفت وعصمت کی دیوی خاتون میں جو صفات عالیہ ہونی چاہئیں وہ آپ میں موجود تھیں۔وہ ہمیشہ بشاش اور متین حالت میں رہتی تھیں۔مہمان نوازی کے لیے ان کے دل میں نہایت جوش اور سینے میں وسعت تھی۔اگر ان کو اطلاع ملتی کہ چار آدمیوں کے لیے کھانا بھیجیں تو جب کھانا جاتا تو آٹھ سے بھی سے زائد لوگوں کے لیے ہوتا۔اپنے شہر کے غرباء اور ضعفاء کا خصوصیت سے خیال رکھتی تھی اور ان کے معمولات میں ایک یہ خاص بات تھی کہ غرباء کے مُردوں کو کفن ان کے ہاں سے ملتا تھا۔

حضرت میاں اللہ یار صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت حضورؑ سیالکوٹ میں ملازم تھے ایک دفعہ حضورؑ کے لیے حضورؑ کی والدہ نے دو پوشاکیں یعنی کپڑے اور کچھ پنیاں ایک شخص منگل حجام کے ساتھ روانہ کیں۔اس نے بتایا جب مَیں یہ چیزیں لے کر سیالکوٹ گیا اور حضورؑ کے آگے رکھ دیں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: جو تیرے حصے میں آتا ہے تم لے لو اور جو میرا حصہ ہے مجھے دے دو۔مَیں نے کہا کہ حضور! یہ آپ کے لیے ہیں۔والدہ نے آپ کے لیے بھیجی ہے۔فرمایا کہ تم ساری چیزیں اتنی دور اٹھا کر لائے ہو تو اپنا نصف حصہ ضرور لے لو۔خیر مجھے ایک پوشاک اور کچھ پنیاں دے دیں اور فرمایا کہ اماں جان کو جا کر کہنا کہ مجھے یہاں سے جلد واپس منگوالیں میرا دل یہاں نہیں لگتا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کے حوالے سے کہ میں جب سیالکوٹ میں تھا ان دنوں مجھے مالی حیات بی بی صاحبہ بنت فضل دینصاحب سے ملنے کا موقع ملا۔مائی صاحبہ نے بتایا کہ حضرت صاحبؑ سیالکوٹ میں مقیم تھے وہ گھر میں کسی سے نہیں ملتے تھے اور

جو تنخواہ مرزا صاحبؑ کو ملتی تھی وہ محتاجوں میں تقسیم کر دیتے، کپڑے بنوادیتے یا نقد دے دیتے اور اپنے لیے صرف کھانے کا خرچ رکھ لیتے۔

ابتدائی زمانہ میں چونکہ آپؑ گوشہ نشین رہتے تھے اور یہی آپؑ کا رجحان تھا اس لیے اس قسم کے اخلاق کا ظہور بہت مخفی طور پر ہوتا تھا۔لیکن جب خدا تعالیٰ نے آپؑ کو پبلک میں نکالا اور لوگوں کی آمد کثرت سے ہونے لگی اور آپؑ کے حالات پبلک ہونے لگے تو ان واقعات کو دیکھنے والے اور بیان کرنے والے بھی پیدا ہو گئے۔

آپؑ سائل کو کبھی رد نہ کرتے۔

حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن ایسا ہوا کہ نماز عصر کے بعد آپؑ اٹھے اور مسجد کی کھڑکی میں اندر جانے کے لیے پاؤں رکھا۔اتنے میں ایک سائل نے آہستہ سے کہا کہ مَیں سوالی ہوں۔حضرتؑ کو اس وقت کوئی ضروری کام بھی تھا اور کچھ اس کی آواز دوسرے لوگوں کی آوازوں میں مل جل گئی تھی۔آپؑ اندر چلے گئے تو وہی دھیمی آواز نے آپؑ کے قلب پر نمایاں اثر کیا۔آپؑ نے خلیفہ نور الدین صاحبؓ کو آواز دی کہ ایک سائل تھا اس کو دیکھو۔مگر وہ ڈھونڈنے سے نہ ملا۔شام کو نماز کے بعد آپؑ دوبارہ بیٹھے تو وہی سوالی پھر آ گیا اور سوال کیا۔حضرتؑ نے بہت جلدی جیب سے کچھ نکالا اور اس کے ہاتھ میں رکھ دیا اور اب ایسا معلوم ہوا کہ آپؑ ایسے خوش ہوئے ہیں کہ گویا کوئی بوجھ آپ کے اوپر سے اتر گیا۔

قادیان سے چھ میل کے فاصلے پر سٹھیالی ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔وہاں سے ایک جٹ فقیر آیا کرتا تھا۔وہ مسجد مبارک کی چھت کے نیچے آکر کھڑکی کے پاس آواز لگایا کرتا تھا۔غلام احمد! ایک روپیہ لینا ہے۔اور وہاں بیٹھ جاتا تھا۔اگر حضرت صاحبؑ مصروف ہوں تو ہر تھوڑی دیر کے بعد آوازیں لگاتا۔اکثر لوگوں کو ناگوار معلوم ہوتا۔اگر حضرت اقدسؑ کو معلوم ہو جاتا کہ کسی نے اس سے کچھ کہا ہے تو آپؑ ناپسند فرماتے اور ہنستے ہوئے اس کو روپیہ دے دیا کرتے تھے۔

ایک فقیر نے ایک مرتبہ حضرت صاحبؑ کی خدمت میں آکر سوال کیا کہ مَیں جنگل میں ایک کنواں لگوانا چاہتا ہوں۔وہاں مسافروں کو آرام ملے گا اور وہ پانی پیئیں گے۔حضرت صاحبؑ نے اس کو اس غرض کے لیے ۲۰۰/روپیہ دے دیا کہ لوگوں کی خدمت کے لیے تم یہ کام کر رہے ہو مَیں پیسے دیتا ہوں۔پس

خدمت خلق کا نا صرف حکم دیا بلکہ عملی نمونہ بن کے دکھایا۔

حضرت عبدالسمیع صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ میاں شریف احمد صاحبؓ کا عقیقہ تھا اور مہمان خانے میں سب مہمان کھانا کھا رہے تھے کہ ایک فقیر مہمان خانے کے اندر مانگنے کے لیے آ گیا ہے۔لوگ اس کو نکالنے لگے تو

حضورؑ نے فقیر کو خود کھانا پکڑایا اور لوگوں کو فقیر کے جھڑکنے سے منع کیا کہ کھانا کھانے آیا ہے، جھڑکنا نہیں۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ ایک مولوی قادیان آیا اور حضورؑ سے بحث کرنے لگا۔وفات حیات عیسیٰ علیہ السلام پر گفتگو تھی۔حضورؑ نے اسے جواب دینا شروع کیا تو وہ خاموش ہو گیا۔آپؑ نے جب اس کو سمجھایا اور پوچھا کہ سمجھ گئے ہو تو اس نے انتہائی دریدہ ذہنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا میں سمجھ گیا ہوں کہ آپ دجال ہیں۔(نعوذ باللہ) کیونکہ دجال کی صفت ہے کہ وہ بحث میں دوسروں کو لاجواب کر دے گا۔آپؑ نے پھر کچھ نہیں فرمایا اور وہ چلا گیا۔امرتسر جا کر اس نے ایک اشتہار چھپوایا اور یہ واقعہ بیان کر کے کہا کہ جب آپ اندر تشریف لے گئے تو میں نے ایک رقعہ بھیجا کہ میں ضرورت مند ہوں اور میرے ساتھ کچھ حسن سلوک فرمائیں۔آپ نے فوراً ۱۵/روپے بھیج دیے۔آپ بہت سخی ہیں۔اور آپ کے منہ پر بھی کوئی سخت لفظ کیا جائے تو آپ رنج نہیں کرتے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ ہمارے بڑے ماموں ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ مرحوم نے میری تحریک پر حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق واوصاف کے متعلق ایک مضمون لکھا تھا۔اس مضمون میں فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام نہایت رؤوف و رحیم تھے، سخی، مہمان نواز تھے، اشجع الناس تھے، چشم پوشی، فیاضی، خاکساری، وفاداری، سادگی، عشق الٰہی، محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ادب بزرگان، ایفائے عہد، حُسن معاشرت، وقار اور اولوالعزمی کی مثال تھے۔

مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے آپ سے بہتر، آپ سے زیادہ خوش اخلاق، آپ سے زیادہ نیک، آپ سے زیادہ بزرگانہ شفقت رکھنے والا، آپ سے زیادہ اللہ اور رسول کی محبت میں غرق رہنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کہتے ہیں میری بھی یہی گواہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان اخلاق کا حامل بنائے جن کے پیدا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آپؑ کو بھیجا تھا۔

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad